ماہنامہ

حیاتِ نو

بلریاگنج

JUNE 1985

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ مجلہ

حیات نو

جون سنہ ۱۹۸۶ء

مدیر منتظم:۔ نور محمد فلاحی

مدیر:۔ طارق فارقلیط فلاحی

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں

قیمت فی شمارہ ۲ روپے ۵۰ پیسے

سالانہ تعاون ۲۵ روپے

ترسیل زر کا پتہ

جامعۃ الفلاح بلریا گنج اعظم گڑھ (یو۔ پی) ۲۷۶۱۲۱

(نظامت نشرواشاعت کی جانب سے شائع شدہ)

نقوش حیات نو

اداریہ

صفحہ

بابری مسجد ۔ مسلم قیادت کا امتحان — ایڈیٹر — ۳

مقالات

فریضۂ اقامت دین اور معاشی سرگرمیاں — مقبول احمد فلاحی — ۸

مولانا مودودیؒ کی باتیں — نعیم صدیقی ایڈیٹر ترجمان القرآن — ۳۰

ایک لاکھ بیس ہزار احادیث میں سے مطلوبہ حدیث
چند سکنڈ میں تلاش کی جا سکے گی۔ — محمد صلاح الدین ایڈیٹر تکبیر — ۳۶

گوشۂ ادب

سلیم احمد کا دیوان "چراغ نیم شب" — ابو سفیان اصلاحی علیگڑھ — ۴۴

شعر و نغمہ

غزل — بدر عالم خاں ایم اے علیگ — ۴۱

غزل — عزیز الدین عزیزؔ — ۴۸

غزلیں — انور خاں انورؔ — ۴۹

غزل — شفیق اعظمی — ۴۷

غزل — ارشاد احمد مخدومی — ۴۷

حلقۂ یاراں — حافظ جہانگیر، صلاح الدین عمری، حکیم الدین — ۵۱

جامعہ کے لیل و نہار — آل عمر — ۵۴

اداریہ

بابری مسجد ۔ مسلم قیادت کا امتحان

اس وقت دنیا کے نقشہ پر ۴۲ ایسی مملکتیں ہیں جن کو ہرے رنگ سے دکھایا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ۴۲ ملکوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور کسی نہ کسی انداز کی انھیں کی حکمرانی بھی۔ مگر مسلمان صرف ان ۴۲ ملکوں ہی میں نہیں بلکہ وہ دنیا کے ہر ملک میں اور ہر خطے میں پائے جاتے ہیں اور ان کی تعداد ۱۰۰ کروڑ سے زیادہ ہے، اس طرح وہ دنیا کی آبادی کا چوتھا حصہ ہیں۔ رقبہ، وسائل و ذرائع، آبادی اور مذہب و عقیدہ کے اعتبار سے ان کو دنیا کی طاقتور ترین قوم ہونا چاہئے تھا مگر امریکہ، روس، برطانیہ، چین کی سجدہ گاہوں پر اس طرح اپنی پیشانیاں رگڑتے ہیں کہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ آزاد اور خوددار قوم ہے یا مردہ و غلام، زندہ و بیدار ملتوں کے تیور کچھ اور ہوتے ہیں اور مردہ اور غلام قوموں کے کچھ اور۔ یہ کتنی بڑی افسوسناک حقیقت ہے کہ وہ قوم جو اقوام عالم میں چنیدہ ہو اور خدائی پیغامات اور ہدایات کی امین ہو وہ منتشر، پراگندہ، خستہ حال، رسوا اور ذلیل ہو اور عالمی پیمانے پر بے اثر اور دوسروں کی دست نگر ہو۔ جس کو دن رات میں پانچ بار روزانہ جماعت اور تنظیم کی تعلیم اور ٹریننگ دی جا رہی ہو اس کی عالمی طور پر کوئی تنظیم نہ ہو جو اس کو منظم کر سکے اور ان کے مسائل میں دلچسپی لے سکے۔

ہندی مسلمانوں کی حالت کچھ اس سے مختلف نہیں ہے۔ فقہی اختلافات، سیاسی وفاداریاں، تعلیم کی کمی، معاشی مشکلات نے انھیں پراگندہ اور منتشر کر دیا ہے اور ان کو مختلف خانوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ جس ہندوستان میں سیکڑوں منصوبے انھیں مسائل میں الجھانے، ترقی سے روکنے، نیست و نابود کرنے اور اسپین و ہسپانیہ کی تاریخ دہرانے کے بنائے جا رہے ہیں اور روبعمل لائے جا رہے ہوں وہاں کی لیڈرشپ جھوٹی انانیت اور خود غرضی میں مبتلا ہو اور جاہ و اقتدار کے پیچھے بھاگ رہی ہو اور نہیں کہا جا سکتا کہ وزارت کی کرسیاں اور روپیوں کی تھیلیاں اسے کب اپنے ہی مذہب اور قوم کا مخالف اور دشمن بنا دیں اور بکنے اور

دروخت ہونے کے لیے آمادہ کر دیں۔ تاہم ادھر چند سالوں میں مسلم عوام کے اندر کچھ خوشگوار تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں اور وہ ایک دوسرے کے قریب آئے ہیں۔ ہندوستان کے سنگین حالات نے انھیں ایک دوسرے کے قریب ہونے اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کے لیے مجبور کر دیا ہے، اس کے اثرات لیڈرشپ پر بھی پڑے اور وہ بھی ملت کے مشترک مسائل پر ایک نقطۂ نظر اپنانے اور کسی حد تک ایک پلیٹ فارم پر آنے پر مجبور ہو گئے۔ شاہ بانو کیس کا فیصلہ اور اس کے نتیجہ میں اسلامی تشخص اور مسلم پرسنل لا کی بقا کو خطرہ نیز مسلم مطلقہ بل کی منظوری اس کی واضح مثال ہے اور یہ مسلمانوں کے اتحاد اور اجتماعی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ خدا ہمارے اندر اتحاد و اتفاق کو پروان چڑھائے اور اسے تا دیر باقی رکھے۔

ہندوستان اپنی تاریخ کے ایک سیاہ دور سے گزر رہا ہے اور وقت کے ساتھ اس میں شدت آتی جا رہی ہے۔ قرآن پر پابندی کا معاملہ ہو یا مسلم پرسنل لا کی بات یا بابری مسجد پر زبردستی قبضہ، اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی کہ یہ باتیں ایک منصوبہ بند طریقے سے عمل میں آئی ہیں اور صوبائی اور مرکزی حکومتوں کے آشیرواد کے ساتھ ساتھ عدلیہ اور ایڈمنسٹریشن کا بھرپور تعاون حاصل رہا ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو چیف منسٹر ویر بہادر سنگھ کا پارہ اتنا اوپر نہ چڑھا تھا اور ۳۰ اپریل کو پولیس فائرنگ کا یہ کہہ کر دفاع نہ کرتے کہ "سماج دشمن عناصر" کی وجہ سے ہوا۔

بابری مسجد پر زبردستی قبضہ کے خلاف ۳۰ اپریل کو یوپی کے لاکھوں مسلمانوں نے بابری مسجد ایکشن کمیٹی کے فیصلہ پر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا اور یہ گرفتاریاں انھوں نے پرامن طریقے سے دیں۔ بارہ بنکی میں بھی مسلمانوں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا، وہ نہتے تھے اور پرامن طریقے سے گرفتاری دینا چاہتے تھے مگر پولیس جو تعداد میں کم تھی اور اس کے اندازے سے کہیں زیادہ لوگ گرفتاری دینے آئے تھے، کس طرح یہ برداشت کر سکتی تھی کہ مسلمان بابری مسجد پر احتجاج کریں اور گرفتاری دیں خواہ وہ پرامن ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ اس نے مجمع کو روکا اور منتشر کرنے کی کوشش کی اور جب مجمع نہ مانا اور جیل کی طرف مارچ کرنے لگا تو پولیس اور پی اے سی نے گولیوں سے بھون دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے درجنوں لاشیں خاک و خون میں لت پت ہو گئیں اور درجنوں لوگ تڑپنے لگے کتنا عظیم ہے وحشی پولیس اور درندہ صفت پی اے سی کا یہ کارنامہ اور کیسے ظالم ہیں اس پر پردہ ڈالنے والے۔ ہندی روزنامہ "جن ستا" نے اپنے اداریہ میں لکھا "کسی بھی فائرنگ کے بعد پولیس سے غلطی، بے رحمی یا لاپرواہی کی شکایت کیا جانا ایک عام بات ہے لیکن بارہ بنکی کا واقعہ قتل تو اتنا واضح ہے کہ کسی کے بھی سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ کیوں ہوا؟" آگے وہ لکھتا ہے "قانون و انتظام کے ذمے دار پولیس افسر یہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ ان کے اندازے سے زیادہ لوگ گرفتار ہونے چلے آئیں اور جب انھیں گرفتاری سے روک دیا جائے تو وہ چپ چاپ واپس لوٹ جانے کے بجائے مارچ کرنے کی کوشش کریں....."

بارہ بنکی میں بابری مسجد کے ان شہداء کو ہم عقیدت و محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کے جذبۂ فدائیت کو سلام کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلائے۔

بابری مسجد کا مسئلہ ہنوز وہیں ہے جہاں سے شروع ہوا تھا۔ یہ ہمارے اتحاد و اتفاق، جدوجہد، نظم و ضبط، مسجدوں سے محبت اور عقیدت کا امتحان بھی ہے اور مسلم قیادت کی سوجھ بوجھ، معاملہ فہمی، حکمت و تدبیر کی آزمائش بھی، یہ ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد ہے جسے ہمیں جاری رکھنا ہے اور وہ تمام پرامن طریقے اختیار کرنا ہے جو مقصد کے حصول میں معاون ثابت ہوں۔ ہم مسلم عوام اور مسلم قیادت دونوں سے پرامید ہیں کہ وہ ایک زندہ اور بیدار ملت کا ثبوت فراہم کریں گے۔ خدا ہمارا حامی و ناصر ہو۔

---

۲۲ مئی ۱۹۸۶ء / ۱۳ رمضان المبارک بروز جمعرات صبح ۶ بجے حسب معمول جیسے ہی ریڈیو آن کیا، وائس آف امریکہ نے یہ دلخراش خبر سنائی کہ آج صبح قاہرہ میں اخوان المسلمین کے مرشد عام اور الدعوۃ کے ایڈیٹر جناب عمر تلمسانی کا انتقال ہو گیا۔ موصوف کی عمر ۸۲ سال تھی۔

عمر تلمسانی اخوان المسلمون کے ہراول دستہ سے تعلق رکھتے تھے اور ایک عظیم مجاہد، مفکر اور داعی تھے۔ آپ کی پوری زندگی پیغام ہدایت کو عام کرنے اور کفر و شرک اور باطل قوتوں سے جہاد کرنے میں گزری، آپ ایک بہترین صحافی اور زبردست انشاپرداز تھے، حق بات کہنا آپ کا شیوہ تھا، بڑے بڑے جابر اور ظالم حکمرانوں کے سامنے بھی حق بات کہنے سے نہ چوکتے تھے۔

آپ ایک خدا ترس، متقی اور پرہیزگار آدمی تھے، آپ کی آواز میں سوز اور گفتگو میں متانت و سنجیدگی تھی۔ جو بات بھی کرتے سوچ سمجھ کر کرتے اور مخاطب کو اپنا گرویدہ بنا لیتے آپ اسلام کو دنیا میں جاری اور نافذ دیکھنا چاہتے تھے، اور اسی کے لئے جدوجہد کرتے تھے آپ نے اسلام کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور مالی اور جسمانی مصیبتوں کو بھی گوارا کیا مگر کلمہ حق بلند کرتے رہے۔ خدا آپ کی قبر کو نور سے بھر دے اور عالم اسلام کو بہتر نعم البدل عنایت کرے۔ آمین

عمر تلمسانی کے انتقال کی خبر ذہن و دماغ پر چھائی ہوئی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ کہیں غلط نہ ہو اور کسی یہودی نے جھوٹی خبر نہ دی ہو کہ ۲۰ مئی کو جامعۃ الفلاح آیا۔ دعوت کے کئی شمارے پڑے ہوئے تھے اس میں سے میں ہر ایک کو باری باری دیکھنے لگا کہ ممکن ہے کہ دعوت نے خبر دی ہو پھر ۲۲ مئی کے شمارہ پر نظر جم گئی ہیڈنگ تھی "ایک شمع اور بجھی" میں نے سمجھا عمر تلمسانی کے بارے میں ہے لیکن جیسے ہی آگے بڑھا معلوم ہوا کہ واقعی علم و ادب دعوت و جہاد کی ایک اور شمع بجھ گئی یعنی ماہنامہ زندگی نو کے ایڈیٹر، مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن، قرآن و حدیث پر گہری نظر رکھنے والے، بہترین شاعر، صحافی اور داعی سید احمد عروج قادری کا رامپور میں ۱۷ مئی کو انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون

۱۵ دن کے عرصہ میں روشنی کی دو شمعوں کا بجھ جانا ایک بہت بڑا حادثہ اور ملت کا عظیم نقصان ہے۔ ایک شمع مصر میں جل رہی تھی اور ایک ہندوستان میں۔ مصر میں جلنے والی شمع سے تو ہم کاہے گاہے ہی مستفید ہوتے تھے، مگر ہندوستان میں جلنے والی شمع کی روشنی ہر وقت اور ہر آن ہم تک پہنچتی تھی۔ کبھی زندگی نو کے ارشادات کے ذریعہ تو کبھی کسی پروگرام

کے ذریعہ اور کبھی کتابوں کے ذریعہ۔ شمع تو بجھ گئی مگر اس کے جلائے ہوئے نقوش تا حیات جلتے رہیں گے اور روشنی دیتے رہیں گے۔

سید احمد قادری کا مطالعہ بہت وسیع اور گہرا تھا، قرآن، حدیث، فقہ اور تصوف آپ کا خصوصی میدان تھا اور آپ ایک منفرد اسلوب کے حامل تھے، بات مدلل، سادہ، شگفتہ اور ایسے دلنشین انداز میں لکھتے اور کہتے کہ سننے والا اور پڑھنے والا قائل ہو جاتا اور اپنی زندگی پر نظرثانی کرنے پر مجبور ہو جاتا۔ آپ ایک بہترین شاعر بھی تھے۔ آپ کے اشعار اسلامی فکر میں ڈوبے ہوئے ولولہ اور جوش پیدا کرتے اور نوجوانوں کو آگے بڑھنے پر آمادہ کرتے آپ نے حال ہی میں غیر اسلامی تصوف کا مقدمہ تحریر کیا جو بہت عمدہ اور جاندار ہے، افسوس ہے موصوف "غیر اسلامی تصوف" پر کتاب تحریر نہ کر سکے،

موصوف جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے تھے اور پوری زندگی دعوت و تبلیغ میں لگا دی، آپ تحریک کے بہترین افراد میں سے تھے، اور ہر نازک وقت میں تحریک کی رہنمائی کرتے تھے۔ مولانا ابواللیث اصلاحی کی عدم موجودگی میں آپ قائم مقام امیر جماعت بھی رہے۔ خدا مرحوم کی مغفرت فرمائے اور قبر کو نور سے بھر دے۔ آمین ثم آمین

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

(بقیہ مولانا مودودیؒ کی باتیں)

یک نیتی کے ساتھ تبادلۂ خیالات کر سکتے ہیں مگر کسی کے حق میں یا کسی کے خلاف نجویٰ اور سعی نہ ہونی چاہئے۔ شخصی حمایت و موافقت کے جذبات کو دل سے نکال کر بے لاگ طریقے سے دیکھئے کہ آپ کی جماعت میں کون ایسا شخص ہے جس کے تقویٰ، علم کتاب و سنت، دینی بصیرت تدبر، معاملہ فہمی اور راہ خدا میں ثبات و استقامت پر آپ سب سے زیادہ اعتماد کر سکتے ہیں پھر جو بھی ایسا نظر آئے اللہ پر توکل کر کے آپ اسے منتخب کر لیں۔"

(روداد اجتماع اول۔ خطاب مولانا مودودی)

مقبول احمد فلاحی

فریضۂ اقامتِ دین اور معاشی مصروفیات

اسلام خدا کا عطا کردہ بہترین نظامِ حیات اور دینِ فطرت ہے۔ خالقِ کائنات نے انسانی فطرت کے باریک سے باریک مطالبے کو مدِنظر رکھتے ہوئے عدیم المثال توازن کے ساتھ نوعِ انسان کے لئے وظیفۂ حیات مقرر فرمایا ہے۔

جب کبھی اور جس مقدار میں بھی اس اعتدال اور توازن سے انحراف کیا جاتا ہے اسی قدر انتشار، بدامنی، اضطراب اور الجھن ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ تاریخ انسانیت کے ہر دور کے نشیب و فراز کا اس اصول کی روشنی میں بہترین اور معقول تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔ انبیائی تحریکات کو چھوڑ کر کیونکہ یہ تحریکیں براہِ راست خدائے علیم و حکیم کی نگرانی میں چلتی رہی ہیں بقیہ تمام تحریکیں کم و بیش راہِ اعتدال میں افراط و تفریط ہی کے نتیجے میں منفی اثرات چھوڑتی رہی ہیں۔

اگر کوئی گروہ اقامتِ دین جیسے عظیم انبیائی نصب العین کا حامل ہے تو اسے سب سے زیادہ اپنے معاملات کو باریک بینی سے دیکھنا چاہیے اور ہر آن اپنی مصروفیات کا احتساب اور جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ کہیں کسی مسئلہ میں بھی اعتدال و توازن کا دامن تو نہیں چھوٹ رہا ہے۔

زیرِ بحث موضوع "فریضۂ اقامتِ دین اور معاشی مصروفیات" میں یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس اہم ترین فریضے کی ادائیگی میں عموماً جو سستی اور کاہلی، لاپرواہی اور غفلت دیکھنے میں آتی ہے اس کا براہِ راست تعلق معاشی مصروفیات سے جڑا ہوا نظر آتا ہے۔ یہاں موضوع کے پہلے جزو یعنی فریضۂ اقامتِ دین پر گفتگو مقصود نہیں ہے کیونکہ اس فریضے کے ذمہ دارانہ احساس ہی کے نتیجے میں ہم برضا و رغبت تحریکِ اسلامی سے وابستہ ہوئے ہیں اور راہِ عشق کی سختیوں کے ابتدائی اندازے کے بعد ہی ہم نے سمجھ بوجھ کر اس قافلے میں شمولیت کا

عہد کیا ہے۔ خدا کرے ہمارا یہ عزم تا ابد جواں رہے اور اس کے تمام تر تقاضوں اور مطالبات کو حسن و خوبی انجام دیتے ہوئے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

موضوع کے دوسرے جزو "معاشی مصروفیات" کے بارے میں بھی ہمارے درمیان اس پہلو سے کوئی اختلاف نہیں کہ بہرحال معیشت زندگی کا جزو لاینفک ہے اور ترکِ دنیا و رہبانیت اسلامی تعلیمات کے یکسر منافی ہے۔

یہاں سوال صرف یہ ہے کہ اقامتِ دین کے علمبرداروں کی معاشی مصروفیات کی نوعیت کیا ہو؟ کسبِ معاش کے سلسلے میں کن حدود و آداب کا پاس و لحاظ کیا جانا چاہیے؟ اور اس فریضہ کی ادائیگی کے ساتھ معاشی مصروفیات کا تناسب کیا ہونا چاہیے؟

ان سوالات کی روشنی میں افرادِ تحریک کا جائزہ لینے پر ہمیں چار طرح کے لوگ نظر آتے ہیں۔ (۱) کچھ افراد تو ایسے نظر آتے ہیں جو کسبِ معاش کے سلسلے میں غیر سنجیدہ ہیں۔ وہ غیر صحیح تصورات کے نتیجے میں معاشی تگ و دو کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے۔ ان میں کچھ لوگ تو ایسے ملیں گے جن کے عمل کا انداز خالص تن بہ تقدیر کا سا ہے۔ ان کے نزدیک معاش کے لئے سنجیدہ کوشش معیارِ مطلوب کے منافی ہے۔ نوشتۂ تقدیر ان کا آخری سہارا ہے۔ اس گروہ میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کو اقامتِ دین کے فریضے کا ایسا احساس ہو گیا ہے کہ اپنی پوری قوت اس کے لئے صرف کر دینا ہی ادائے فریضہ کا واحد طریقہ تصور کرتے ہیں۔ نتیجۃً ان کی معیشت متاثر ہوتی ہے اور اس کا منفی اثر ان کی ذات اور متعلقین کے حقوق پر مرتب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض افراد ایسے بھی نظر آتے ہیں جو اپنی طبعی افتاد ہی میں حد درجہ سست اور کاہل واقع ہوئے ہیں۔ ان کی یہ لاپرواہی معاشی مصروفیات میں بھی نظر آتی ہے اور فریضۂ اقامتِ دین کی ادائیگی میں بھی۔

غرضیکہ یہ بات تسلیم کر لی جانی چاہیے کہ شعوری یا غیر شعوری طور پر بعض افراد معاشی جد و جہد کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو فی الواقع اسلامی تعلیمات میں مطلوب ہے۔ یہ اسلام کے راہِ اعتدال سے ایسا انحراف ہے جس سے بہر کیف عمل میں ایسے ناخوشگوار اثرات ظاہر ہوتے ہیں جو نہ صرف متعلقہ افراد بلکہ پوری تحریک کے لئے مضر ثابت ہوتے ہیں۔

غالباً یہ ذہنیت قرآن و سنت سے بے تعلقی کے نتیجے میں پرورش پاتی ہے، ورنہ قرآن بہا صاف طور سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۔
(الاعراف - ۳۲)

اے نبی پوچھو کس نے اس زینت اور پاکیزہ رزق کو حرام قرار دیا ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کیا ہے۔

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَوٰةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۔
(جمعہ ۱۰)

جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (رزق حلال) تلاش کرو۔

حضور کا ارشاد ہے:

طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ

فریضے کے بعد رزق حلال کمانا فرض ہے
(مشکوٰۃ کتاب البیوع)

نِعْمَ الْعَوْنُ عَلَى تَقْوَى اللَّهِ الْمَالُ

"اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے میں مال بہترین مددگار ہے۔"

من سعادة المرء المسكن الواسع والجار الصالح والمركب الهنی (بخاری)

"کشادہ رہائش گاہ، نیک پڑوسی اور عمدہ سواری آدمی کی خوش بختی کی علامت ہے۔"

نعم المال الصالح للرجل الصالح

"نیک آدمی کیلئے پاکیزہ مال اچھی چیز ہے۔" (مشکوٰۃ)

کاد الفقر ان یکون کفرا ۔

"تنگدستی آدمی کو کفر سے قریب کر دیتی ہے۔"

مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصحابة برجل فرای الصحابة من جلدہ ونشاطہ ما اعجبھم فقالوا یا رسول اللہ لو کان ھذا فی سبیل اللہ فقال علیہ السلام "ان کان خرج یسعی علی ولدہ فھو فی سبیل اللہ وان کان خرج علی

"حضور اکرمؐ اور صحابہ کا گذر ایک آدمی کے پاس سے ہوا صحابہ نے اس شخص کی لگن اور جدوجہد کو دیکھ کر کہا" اے اللہ کے رسول کاش یہ جدوجہد اللہ کے راستے میں ہوتی، اس پر حضور نے ارشاد فرمایا، اگر وہ اپنی اولاد کیلئے تگ و دو کرتا ہے تو وہ بھی فی سبیل اللہ ہے۔ اور اگر بوڑھے والدین کیلئے ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہے حتیٰ کہ

ابوین شیخین کبیرین فھو فی سبیل اللہ وان کان خرج یسعی علی نفسہ یعفھا فھو فی سبیل اللہ (طبرانی)

اگر اپنی ذات کو ذلت سوال سے بچانے کے لئے کرتا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہے۔"

ان چند ارشادات کی روشنی میں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ حلال و طیب رزق کے حصول کے لئے سنجیدہ کوشش ہونی چاہئے اور ہم سفر نقار کے معاشی استحکام کیلئے ممکنہ تعاون بھی دینا چاہئے اور لاپرواہی کی صورت میں معقول انداز میں اس طرف توجہ بھی دلاتے رہنا چاہئے۔ ورنہ بالتدریج غفلت، تکان، قنوطیت سے گزر کر معصیت فاحشہ کے ارتکاب کے امکانات رہتے ہیں۔

(۲) اس گروہ کے بالکل بالمقابل ایک دوسرا گروہ ان لوگوں کا بھی دیکھنے میں آتا ہے جن پر دنیا طلبی اور زر پرستی کا غلبہ ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ انھوں نے واضح طور پر حدود اللہ کو پامال کر ڈالا ہے۔ ان لوگوں نے بغیر کسی اضطرار کے دیدہ و دانستہ صرف معاشی میدان میں مسابقت اور معیار زندگی بلند سے بلند تر کرنے کے لئے یہ روش اختیار کر لی ہے مزید براں غلط تاویلات اور عذر ہائے لنگ کا سہارا لے کر اس پر قائم رہنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ سودی لین دین، سودی اسکیموں سے استفادہ، ٹیکس چوری، اور دوسرے گورکھ دھندے، فریب دہی، مکروہ اور ناجائز طریقہ تجارت کے بغیر ہندوستان میں زندہ رہنے کو ناممکن تصور کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے حضور کا یہ فرمان کافی ہونا چاہئے۔

عن النعمان بن بشیرؓ قال سمعت رسول اللہ یقول "ان الحلال بین وان الحرام بین وبینھما مشتبھات لا یعلمھن کثیر من الناس فمن اتقی الشبھات استبرأ لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبھات وقع فی الحرام۔ کالراعی یرعی حول الحمی یوشک ان یرتع فیہ الا وان لکل ملک حمی الا وان حمی اللہ محارمہ الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب۔ (متفق علیہ)

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

نوعیت رکھتے ہیں، تو اس پر خود غور و فکر کرکے واضح راہ عمل کی نشاندہی کریں اور اس کام میں تحریک کے باہر کے علماء و عائدین سے بھی صلاح و مشورہ اور تبادلہ خیال کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو ضرور کریں۔ کیونکہ یہ تحریک کے لوازمات میں سے ہے کہ بدلتے ہوئے حالات کی روشنی میں افراد تحریک کی ہمہ جہتی رہنمائی کی جائے۔ ہندوستان میں ایسے مسائل ہیں اور بجا طور پر ہو سکتے ہیں جنہیں حالات کا جائزہ لے کر نوی دی جائے مگر ایک تو باقاعدہ مجتہدانہ بصیرت کی روشنی میں ہوگی دوسری ضمیر کشی اور چوری کے قسم کی اگر یہ بھی چیز نہیں ملے گی تو حالات عوام الناس کو دوسرے راستے پر جبراً ڈال دیں گے۔

یہاں ایک اور بات سمجھ لینے کی ہے کہ حلت و حرمت کے متعلق بعض معاملات اضافی اور معروضی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ انہیں منفی صرف آدمی کا اپنا ضمیر ہو سکتا ہے اس لئے اکثر اس باب میں کوتاہی ہو جایا کرتی ہے۔ دوسرے لوگ معاملے کے صرف ظاہری اور سطحی پہلو کو ہی دیکھ کر فیصلہ دے سکتے ہیں اسلئے اس میں نقص کے امکانات زیادہ رہتے ہیں۔ میری مراد ایسے افراد سے ہے جو کسی تنظیم، ادارہ یا شخص واحد کے ملازم یا جزوقتی اور ہمہ وقتی کارکن ہوتے ہیں ان کے معاش کی حلت و حرمت اس بات پر موقوف ہوتی ہے کہ وہ کہاں تک اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہیں۔ اگر ملازمت فی نفسہٖ حلال و طیب بھی ہو لیکن کارکن اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کرے تو وہی معیشت اسکے لئے ناجائز اور حرام ہو گئی ہے۔ حلال و حرام کے باب میں یہ بڑا نازک اور اہم مسئلہ ہے۔

(۳) تحریک اسلامی میں ایک تیسرا گروہ بھی موجود ہے ایک سرسری جائزے کے مطابق یہ طبقہ ۵۰ فیصد اکثریت پر مشتمل ہے۔ اس کے سامنے ایک طرف اقامت دین کا اہم فریضہ بھی ہے اور دوسری طرف جائز اور کسب حلال کی وسعت بھی۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی بھی اسے فکر ہے اور اقامت دین کا بھی احساس۔ یہ ہر دو کام میں اپنی صلاحیتوں، اوقات اور زندگی کو مصروف رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ان دونوں میں توافق پیدا کرنے میں قاصر ہے۔ ترجیحات اور تناسب کے تعین میں اکثر ٹھوکریں کھاتا ہے۔ بلکہ واضح طور پر اکثر و بیشتر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ معاشی تنگ دو کا ایسا غلبہ ہو جاتا

ہوئے مسئلہ کو بلا شبہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ البتہ ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی ہیں جو حلت و حرمت کے باب میں مشتبہ ہیں جنھیں بیشتر افراد نہیں جانتے ہیں۔ پس جو ان مشتبہ والی چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین و ناموس کو بچا لیا، اور جو ان شبہ والی چیزوں کا مرتکب ہوا وہ گویا حرام میں پڑ گیا، جیسے کوئی چرواہا جو کسی چراگاہ کی مینڈھ پر چرا رہا ہو عین ممکن ہے کہ مویشی چراگاہ میں چرنے لگے، دیکھو ہر بادشاہ کی اپنی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اور اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں، اور سنو جسد انسانی میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست رہتا ہے تو پورا انسان ٹھیک ٹھاک رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو پورا انسانی وجود فاسد ہو جاتا ہے، اور وہ لوتھڑا ہے آدمی کا دل"

گویا دین و ناموس کی صحیح معنوں میں حفاظت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ آدمی مشتبہات سے بھی گریز کرے نہ یہ کہ دیدہ دلیری کے ساتھ غلط تاویلات کے ذریعہ نفس کو تسکین دیکر صریحاً حرام کا ارتکاب کرنے لگے پھر بھی بزعم خویش اپنے کو دین کا علمبردار تصور کرتا ہے۔ تحریک اسلامی میں یہ عناصر سم قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اکثر داخلی عدم استحکام اور خارجی رسوائی انہی لوگوں کی بدولت دیکھنے میں آتی ہے۔ تحریک اسلامی کو اولین فرصت میں ان عناصر سے تحریک کو پاک کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ مدعا ہرگز نہیں ہے کہ یہ یک بینی و دوگوش تنظیم سے کاٹ پھینکا جائے بلکہ غور و فکر، افہام و تفہیم، ترغیب و تشویق کے تمام تیر اصل گزارنے کے بعد بھی اگر اصلاح حال کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو پھر اخراج کرنا بہت نقصاندہ ثابت ہوتا ہے۔ اور عزیمت کی راہ پر چلنے والی کسی بھی اسلامی تحریک کو یہ آلودگی زیب نہیں دیتی۔ پھر یہ مرض ایسا متعدی ہو جاتا ہے کہ بعد میں کوشش کے باوجود قابو میں نہیں آتا۔

تحریک اسلامی کے ذمہ داروں کو جہاں عمل تطہیر میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے وہیں انھیں اپنی قائدانہ ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے یہ کام بھی کرنا چاہئے کہ اگر ہندوستان کے مخصوص ماحول اور معاشی نظام میں بعض مسائل ایسے ہیں جو اجتہادی

کو اصل فریضہ پس پشت پڑ جاتا ہے یا اسے ثانوی حیثیت دی جانے لگتی ہے۔ دراصل عملی رویے کا آدمی کی سوچ اور اس کی ایمانی کیفیت سے بھی براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ انھیں دیکھ کر کبھی کبھی ذہن اس رخ سے بھی سوچنے لگتا ہے کہ بیچارے کسی وقت حکومت الٰہیہ اعلائے کلمۃ اللہ اور اقامت دین کے نعروں سے متاثر ہو کر تحریک سے وابستہ تو ہو گئے مگر بعد میں جب اس راستے میں پریشانیاں آئیں اور سنت اللہ کے تحت مختلف طریقوں سے آزمائے گئے تو ہمت ہار بیٹھے۔ دراصل تحریک کے جمود و تعطل اور زوال میں یہی قول و فعل کا تضاد اور گفتار و کردار کی بے ربطی کارفرما ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اس پہلو پر کافی روشنی ڈالی گئی

• قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم و اموال اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومسكن ترضونها احب اليكم من الله ورسوله وجهاد في سبيله فتربصوا حتى ياتي الله بامره والله لا يهدي القوم الفاسقين - (توبہ - ۲۴)

• اے نبی کہہ دو کہ اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارے عزیز و اقارب اور تمھارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمھارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تمھیں خوف ہے اور تمھارے وہ گھر جو تمھیں پسند ہیں تم کو اللہ اور اسکے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمھارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔

• یا ایها الذین آمنوا لا تلهكم اموالكم ولا اولادكم عن ذكر الله - (المنافقون ۹) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمھارے اموال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔

• انما اموالكم واولادكم فتنة والله عنده اجر عظيم (التغابن) لوگوں تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھارے لیے فتنہ ہیں، اور اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔"

• اعلموا انما الحيوة الدنيا لعب ولهو وزينة وتفاخر بينكم وتكاثر في الاموال والاولاد كمثل غيث اعجب الكفار نباته ثم يهيج فتراه مصفرا ثم يكون حطاما. وفي الاخرة عذاب شديد ومغفرة من الله ورضوان وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور. سابقوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها كعرض السموات والارض.

(سورة حديد ۲۱، ۲۲)

• خوب جان لو یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمھارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہو گئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشتکار خوش ہو گئے، پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس آخرت وہ جگہ ہے جہاں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی، دنیا کی زندگی ایک دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں، دوڑو اور ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین جیسی ہے"

• الهكم التكاثر حتى زرتم المقابر "تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال دیا ہے یہاں تک کہ اسی فکر میں تم لب گور تک پہنچ گئے۔"

• وانفقوا في سبيل الله ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة
"اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو"

• ومن يوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون: "جو دل کی تنگی سے بچا لئے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں"

• والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقون في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم -

"جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو"

• یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو۔

• "لوگ پوچھتے ہیں کتنا خرچ کریں، کہہ دو جو بھی فاضل ہو سب خرچ کرو۔"

• عن کعب بن عیاضؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لکل امۃ فتنۃ و فتنۃ امتی المال۔

• حضرت کعب بن عیاضؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ہر امت کا ایک فتنہ تھا اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (ترمذی)

• عن عبد اللہ بن عمرؓ عن النبیؐ قال مالی وللدنیا انما مثلی ومثل الدنیا کمثل راکب قال فی ظل شجرۃ فی یوم صائف ثم راح وترکھا۔ (مسند احمد)

• حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا غرض۔ میری اور دنیا کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی سوار کسی گرم دن میں تھوڑی دیر کے لئے کسی درخت کے زیر سایہ دوپہر میں تھوڑا آرام کیا اور پھر اسے خیرباد کہہ کر چلتا بنا۔"

• وعن ابن عمرؓ قال اخذ رسول اللہ ببعض جسدی فقال یا عبد اللہ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل۔ واعدد نفسک فی الموتی۔

"حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا جسم پکڑ کر فرمایا، عبد اللہ دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی اجنبی رہتا ہے یا مسافر، اور اپنے آپ کو موت کے لئے تیار رکھو۔"

• قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفقر اسرع الی من یحبنی من السیل الی معادنہ وانہ سیصیبک بلاء فاعد لہ تجافا۔ (ترغیب)

"حضورؐ نے فرمایا مجھ سے محبت کرنے والوں کی طرف فقر اتنی تیزی سے آتی ہے جیسے سیلاب کا پانی نشیب کی طرف بھاگتا ہے۔ عنقریب تم پر آزمائشیں آئیں گی سو اس کے لئے تیار رہو۔"

• حضرت عمر بن عوفؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا میں تم پر فقر وفاقہ آنے سے

نہیں ڈرتا لیکن مجھے تمھارے بارے میں یہ ڈر ہے کہ دنیا تم پر وسیع کردی جائے جیسا کہ تم سے پہلے کے لوگوں پر کی گئی پھر تم اس کو بہت زیادہ چاہنے لگو جیسا کہ انھوں نے چاہا، پھر وہ تم کو برباد کردے جیسا کہ وہ اگلوں کو تباہ کر چکی ہے۔ (بخاری و مسلم)

• حضورؐ نے فرمایا، دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں وہ ان بکریوں کو اس سے زیادہ برباد نہیں کرسکتے جتنا کہ آدمی کے دین کو مال اور دنیوی عزت کی ہوس کرتی ہے۔

ان متعدد فرامین کی روشنی میں پہلی بات یہ سامنے آتی ہے کہ رزق حلال کی طلب گرچہ مستحسن اور ضروری ہے لیکن توازن واعتدال اور کسب وخرچ کے بارے میں حدود وآداب کو بہر صورت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

دوسری بات جو ابھر کر آتی ہے وہ یہ کہ اگر فریضہ اقامت دین اور جہاد فی سبیل اللہ کو اس کی واقعی اہمیت دی جائے تو عموماً آدمی رزق وافر سے محروم ہی رہے گا۔

اور تیسری نمایاں حقیقت یہ سامنے آتی ہے کہ تمام تر آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی اگر اللہ تعالیٰ رزق کے خزانے کسی پر کھول بھی دے تو اس کے لئے عافیت اسی میں ہے کہ کشادہ دل اور کھلے ہاتھ کے ساتھ راہ خدا میں خرچ کرتا رہے، کیونکہ ایک حدیث میں وارد ہے:

• عن ابی ذرؓ قال انتہیت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو جالس فی ظل الکعبۃ فلما رانی قال ھم الاخسرون ورب الکعبۃ فقلت فداک ابی وامی من ھم؟ ھم الاکثرون اموالا الا من قال ھکذا وھکذا من بین یدیہ ومن خلفہ ومن یمینہ وعن شمالہ وقلیل ماھم۔ (متفق علیہ)

"حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضورؐ کعبہ کے زیر سایہ تشریف فرما تھے، مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ لوگ سخت ٹوٹے میں ہیں۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا، وہ لوگ جو مالدار ہیں، البتہ وہ لوگ اس سے مستثنیٰ

ہیں جو اپنے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے کشادہ دستی کے ساتھ راہ خدا میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ مگر الحمدللہ لوگوں میں ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔

ان واضح تعلیمات کے باوجود اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وابستگان تحریک کی اکثریت مختلف پہلوؤں سے بے اعتدالی اور فریضے کی ادائیگی سے غفلت کا شکار ہے اگر مقصود رضائے الٰہی کا حصول ہی ہے کوئی اور دنیوی غرض تحریک سے تعلق کی وجہ نہیں بنی ہے، جیسا کہ بحمداللہ نہیں ہے، تو نہایت سنجیدگی سے اپنے حالات کا جائزہ لے کر ان تمام بے اعتدالیوں اور لاپرواہیوں سے اپنے آپ کو پاک کرنے کی ضرورت ہے جو رضائے الٰہی کے منافی ہیں۔ حیلہ طرازیوں سے ممکن ہے دنیوی دفتر میں کچھ اور نام لکھا جاتا رہے لیکن بہر حال خدائے علیم وخبیر کو ذرہ برابر دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ تحریک کے تمام افراد کو یہ بات بھی نظر میں رکھنی چاہئے کہ بدقسمتی سے اگر دنیا طلبی اور فریضے سے پہلوتہی کی وبا عام ہو گئی ہے تو اس کا تدارک ہرگز یہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ نالہ و شیون کیا جائے اور کمزوریوں کے تذکرے کر کے یک گونہ بددلی اور مایوسی پیدا کی جائے یہ مایوسی خود ایک بہت بڑا مرض ہے۔ بلکہ اس کا معقول اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ سنجیدگی سے غور وفکر کیا جائے اور عملی اقدام کے ذریعہ اصلاح حال کی کوشش میں جٹ جایا جائے۔ اللہ کا شکر ہے دلوں کی آگ ابھی سرد نہیں ہوئی ہے، بس کچھ حجابات پڑ گئے ہیں انشاءاللہ بعض چاک کرتے ہی یہ سلگتی آگ شعلہ جوالہ بن جائے گی۔ جس عملی اقدام پر زور دینا مقصود ہے وہ ہر سطح کے ذمہ داروں کا رول ہے۔

قرآن وحدیث کے بیانات، تذکیری کلمات، تہدیدی مراسلات "تادیبی احکامات" کے ساتھ پہلے اپنے کردار کو بدلے۔ اگر ذمہ داروں کے اندر روح قربانی اور جذبۂ جہاد ہوگا تو لازماً مثبت اثرات پڑیں گے۔ ایسا نہ کبھی ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا کہ ذمہ دار حضرات تو بیش از بیش دنیا بٹورنے کے لئے فکرمند ہوں، خود نہیں تو دیگر ذرائع استعمال کریں اور پھر اپنے ماتحت وابستگان سے قربانی کا مطالبہ کریں۔ یہ دو رخی پالیسی بغاوت کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہے، سب سے پہلے افراد تحریک کے اندر پیدا ہونے والے امراض کا سرا ذمہ داروں

کو خود اپنی ذات میں تلاش کرنا چاہئے۔ یہ کارروائی انشاءاللہ بے حد مفید اور موثر ثابت ہوگی۔

یہاں نہایت اختصار کے ساتھ ابتک کے مباحث سے ذہنوں میں پیدا ہونے والی اس الجھن کو دور کرنا ضروری ہے جو ایک طرف ان تعلیمات سے متعلق ہیں جو طلب معاش کے لئے جد و جہد کو مستحسن قرار دیتی ہیں اور دوسری طرف افلاس، تنگدستی کو مطلوب قرار دیتی ہیں۔

دراصل اسلام تونگری اور تنگدستی پر ان کے مثبت یا منفی اثرات کی روشنی میں بعد میں بحث کرتا ہے۔ اس کی پہلی توجہ اس طرف ہوتی ہے کہ افراد کا انداز فکر کیا ہے، ان کی سوچ کا زاویہ کیسا ہے۔ کیا وہ فی نفسہٖ دولت اور دنیوی ترفہ کو مطلوب قرار دیتے ہیں یا اسے کسی اور مطلوب کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اگر دولت اور دنیوی ترفہ مقصود فی الذات قرار پا جائے تو اسے شح نفس اور متاع غرور سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اگر اس سے اسلام کی سربلندی، اقربا کی حاجت روائی اور متعلقین کے حقوق کی ادائیگی پیش نظر ہے تو اسے فضل اور خیر کا نام دے کر نہ صرف مستحسن قرار دیا جاتا ہے بلکہ اسے کسب معاش کی ہمت افزائی کی جاتی ہے۔ مثلاً حکومت اور اقتدار ہے اگر اپنی ذات کے لئے چاہی جائے تو ناپسندیدہ اور مذموم اور اگر خدائی نظام کے قیام کیلئے طلب کی جائے تو فرض قرار دی جاتی ہے۔

سیرت پاک کی روشنی میں یہ بات اور نکھر جاتی ہے یہ بات درست نہیں ہے کہ حضور واقعی ایسے تنگدست تھے کہ ہفتوں گھر میں چولہا نہ جلے اور فاقہ مستی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہوں بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ خاطر خواہ یافت اور طلب معاش پر قدرت کے باوجود اسے حاجتمندوں کو دے کر خود اسی صورت میں رہنا پسند فرماتے تھے۔ نیز سماج کے نچلے طبقے کے سے حالات میں زندگی گذارنا آپ کی حکمت عملی کا تقاضا اور دعوتی امور کی انجام دہی کی ایک ضرورت بھی قدرت نہ ہونے کی صورت میں افلاس کی زندگی گذارنے اور سب کچھ ہوتے ہوئے اسے لٹا کر مفلسی کی زندگی گذارنے میں نمایاں فرق ہے۔

قرآن وسنت کی انہی مطالبات کی تائید پوری انسانی تاریخ بھی کرتی ہے۔ اگر

جائزہ لیا جائے تو کوئی بھی انقلاب جو دنیا میں آیا ہے وہ تنگدستی سے زیادہ قریب نظر آتا ہے خواہ حضور رسالتمآب ﷺ کا بے مثال اسلامی انقلاب ہو یا فرانس اور روس کے انقلابات۔ دراصل ہوس دولت آدمی کو بزدل اور مصلحت کوش بنا دیتی ہے۔ ذاتی مفادات کا تحفظ اتنا عزیز ہو جاتا ہے کہ اس کے بالمقابل ملی، قومی، یا نظریاتی جدوجہد کی جرأت باقی نہیں رہ پاتی۔

ایسا ہی کچھ معاملہ انفرادی ایمان کے تحفظ اور ارتقاء کا بھی ہے، ایمان اکثر غربت کے زیر سایہ پھلتا پھولتا نظر آتا ہے اور تونگری خزاں کی مانند اسے اجاڑ کر ویران کر دیتی ہے۔

(۴) بنیادی تقسیم کی رو سے آخری اور چوتھا گروہ ان پر مشتمل ہے جو مذکورہ بالا گروہ کے بالمقابل جو مثبت کردار ابھر کر سامنے آتا ہے اس کا حامل ہے۔ یہاں اس گروہ کی تفصیلات کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ ہر صاحب خرد بڑی آسانی سے ان خوبیوں کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ پھر چونکہ اس گروہ کی خصوصیات عین معروف ہیں اس لئے ہر سلیم الفطرت انسان کے اندر اس کا شعور یوں بھی ہوتا ہے۔ اللہ کا فضل ہے ہمارے درمیان اب بھی ہر سطح پر بے شمار ایسے افراد ہیں جن کے اندر مطلوبہ خوبیاں پائی جاتی ہیں دراصل یہی لوگ تحریک کی لاج رکھے ہوئے ہیں۔ بظاہر وہ لوگ جو ہماری پچھلی صفوں میں نظر آتے ہیں وہاں بھی بے شمار گوہر آبدار آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی تقویت کے لئے مل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حیثیت کا عرفان عطا فرمائے اور دنیا کے گوناگوں مصروفیات میں رہتے ہوئے فریضۂ اقامت دین کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

"فریضۂ اقامت دین اور معاشی مصروفیات" اس کا ایک اور دلچسپ اور غور طلب پہلو ہے اس پر اصحاب نظر کو توجہ دینی چاہئے اور تحقیق و جستجو کے بعد اپنے گرانقدر خیالات سے عوام کو مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمانا چاہئے۔ مثلاً معاشی مصروفیات کے ساتھ اس اہم فریضے کی ادائیگی کی کیا ممکنہ صورتیں نکل سکتی ہیں، ایک کاشتکار کھیتی باڑی کرتے ہوئے اس فریضے کو کیونکر ادا کر سکتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۳ پر)

غزل

بدر عالم خاں
ایم اے (علیگ)

اپنا خون پی کر وہ چلتا ہے مشینوں کی طرح
کاٹتا ہے ایک دن پھر بھی مہینوں کی طرح

وہ کوئی پاگل ہے یا ہے نوحہ اپنے وقت کا
کھے رہا ہے جو سمندر کو سفینوں کی طرح

ظرف تھا پتھر کا یا شیشے کا ذوق آگہی
ریزہ ریزہ ہو گیا کیوں آبگینوں کی طرح

اس نے سورج کی شعاعوں کو مقید کر لیا
اور وہ ڈھونڈھا کیا اندھے مکینوں کی طرح

روز اول سے ہے محتاج تعارف ایک شخص
سینۂ گیتی میں خوابیدہ خزینوں کی طرح

سب پہاڑوں کو ابابیلیں اٹھا کر لے گئیں
ایک ذرہ بھی نہ چھوڑا ژرف بینوں کی طرح

گوتم و سقراط و عیسیٰ اپنے ہاتھوں سے بنا
عمر بھر مرتا رہا وہ شخص تینوں کی طرح

ابو سفیان اصلاحی
ایم اے، علی گڑھ

سلیم احمد کا دیوان "چراغ نیم شب"

جدید غزل گو شعراء کی دور تک کہکشاں تنی ہوئی ہے، انھیں میں کچھ نام جگنوؤں کے مانند ہیں جو جدید شاعری میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ شعراء ہند و پاک میں جا بجا پھیلے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں فراق گورکھپوری، ندا فاضلی، مظفر امام، خلیل الرحمن اعظمی، عزیز صدیقی، شمس الرحمان فاروقی، شہریار اور بشیر بدر نے جدید شاعری کے گیسو اس کو بڑا استحکام بخشا ہے۔ پاکستان میں ایسے شعراء کی تعداد کم نہیں جنھوں نے شاعری کو معنوی و لفظی حیثیت سے بڑی وسعت بخشی۔ جدید شاعری میں علامتوں کے استعمال کو ان لوگوں نے بہت رواج دیا۔

در و دیوار چپ سادھے ہوئے ہیں   فقط اک عالم ہُو بولتا ہے   رسا
دل تو میرا اداس ہے ناصر   شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے   ناصر کاظمی

سلیم احمد، ساقی فاروقی، افتخار عارف، احمد فراز، منیر نیازی، مصطفےٰ زیدی، رسا چغتائی، محسن نقوی، عبید اللہ علیم، جمیل الدین عالی، صہبا اختر اور وزیر آغا، پاکستان کے نمائندہ شاعر ہیں، ان لوگوں کی جدید شاعری زندگی سے بہت قریب ہے۔ زندگی کے پر پیچ مسائل سے الجھی ہوئی ہے، انھوں نے یہ ثابت کر دکھایا کہ غزل صرف حسن و عشق کی داستان سرائی کا نام نہیں ہے، غزل زندگی کی بھی ترجمان ہے۔

یا الٰہی مجھے اتنا تو معتبر کر دے   میں جس مکان میں رہتا ہوں اسکو گھر کر دے   افتخار عارف
نفس نفس پہ ابھرتی ہوں سوالیہ جیسے   زندگی اتنی تو پہلے کبھی تباہ نہ تھی   عبید اللہ علیم
کو بہ کو پھیل گئی بات شناسائی کی   اس نے خوشبو کی طرح میری پذیرائی کی   پروین شاکر

بہر نوع اسے چھوڑیئے مجھے کچھ سلیم احمد کے بارے میں کہنا ہے اور کچھ بالخصوص انکے تازہ دیوان "چراغ نیم شب" کے بارے میں، کیونکہ ہندوستان کے اردو داں سلیم احمد سے بہت کم واقف ہیں اور یہ دیوان جو ۱۹۸۰ء میں منظر عام پر آیا ہے ابن تک اسکی رسائی ابھی تک نہیں ہوئی، قبل اسکے

کہ اس پر کچھ اظہار خیال کروں مناسب ہے کہ انکی شاعری اور زندگی پر ہلکی سی روشنی ڈالتا چلوں تاکہ انھیں سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔ سلیم احمد جو ۱۹۸۳ء میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ہیں وہ بڑے باصلاحیت اور ہمہ جہت انسان تھے۔ انھوں نے خاکے، ڈرامے، انشائیے، فیچر، شاعری اور اسلامی موضوعات پر اظہار خیال کیا۔ شاعری میں اگر یہ کہا جائے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ انھوں نے جدید شاعری کی خشت اول رکھی۔ اب تک ان کے تین دیوان پہلا "بیاض" دوسرا "اکائی" اور آخری "چراغ نیم شب" جدید شاعری میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی تنقیدی بصیرت بھی بے حد و حساب تھی، انھوں نے مختلف شعراء پر اپنے خیالات بڑے مدلل انداز میں پیش کئے ہیں، کتاب کے آخر میں سلیم احمد کا مختصر سا تعارف ہے، اسے کل کا کل پیش کئے دیتا ہوں تاکہ سلیم احمد کو سمجھنے میں مدد و معاون ثابت ہو۔

کھیولی (ضلع بارہ بنکی یوپی) میں ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوئے، نو برس کے تھے کہ والد سید شرافت علی، کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ابتدائی تعلیم کھیولی میں، اس کے بعد قریبی قصبات اور لکھنؤ میں حاصل کی، ۱۹۴۳ء میں میرٹھ چلے گئے اور وہاں فیض عام انٹر کالج میں نویں جماعت میں داخل ہوئے، میٹرک کے بعد میرٹھ کالج میں داخلہ لیا۔ یہاں پروفیسر کرار حسین، محمد حسن عسکری، ڈاکٹر جمیل جالبی اور انتظار حسین سے تعلقات استوار ہوئے، جو ان کی آئندہ، نجی اور ادبی زندگی پر خاصے اثر انداز ہوئے۔ انٹر میں پڑھ رہے تھے کہ پاکستان بن گیا، نومبر ۱۹۴۷ء میں کراچی آ گئے نئے حالات میں تعلیم جاری نہ رہ سکی اور فکر معاش دامنگیر ہوئی، ابتدا میں مختلف ملازمتیں کیں۔ بالآخر ۱۹۵۰ء میں ریڈیو پاکستان سے بطور اسکرپٹ رائٹر منسلک ہوئے۔ وفات یکم ستمبر ۱۹۸۳ء کے وقت وہ اس ادارے میں سینیئر پروڈیوسر تھے، ۱۹۶۹ء میں کچھ عرصے کے لئے وزارت اطلاعات کے مشیر بھی رہے۔

۱۹۴۲ء میں شاعری کا آغاز ہوا، ۱۹۴۶ء میں تنقیدی مضامین لکھنے شروع کئے، ریڈیو کے لئے بیشمار فیچر، ڈرامے اور دوسرے پروگرام لکھے۔ ٹیلی ویژن کے لئے متعدد ڈرامے تحریر کئے جو بے حد مقبول ہوئے۔ فلمی دنیا سے بھی تعلق رہا، کئی فلموں کی کہانیاں، مکالمے اور گانے لکھے۔ کراچی کے روزناموں "جسارت" اور "حریت" میں سالہا سال کالم نگاری کی۔

مندرجہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ (۱) ادبی اقدار (تنقیدی مضامین، ۱۹۵۸ء) (۲) بیاض (شاعری ۱۹۶۶ء) (۳) نئی نظم اور پورا آدمی (تنقیدی مضامین، ۱۹۶۲ء) (۴) غالب کون؟ (تنقید، ۱۹۷۰ء) (۵) ادھوری جدیدیت (تنقیدی مضامین، ۱۹۷۰ء) (۶) اقبال ایک شاعر (تنقید، ۱۹۷۸ء) (۷) اکائی (شاعری، ۱۹۸۰ء) (۸) محمد حسن عسکری، آدمی یا انسان (تنقید ۱۹۸۲ء) (۹) اسلامی نظام مسائل اور تجزیئے (مضامین، ۱۹۸۳ء) (۱۰) چراغ نیم شب، شاعری ۱۹۸۵ء۔

سلیم احمد کے مکالموں، ڈراموں، تنقیدی مقالوں، مذہبی و معاشرتی موضوعات پر مضامین کے اور شاعری کے کئی مجموعے اشاعت کے انتظار میں ہیں۔ طویل نظم "مشرق" بھی ابھی کتاب کی صورت میں شائع نہیں ہوئی۔

سلیم کے اسلامی موضوعات پر مضامین پڑھنے سے پتہ لگتا ہے کہ وہ بالخصوص مولانا مودودی کے لٹریچر سے بہت متاثر ہیں، ان کے مضامین میں ہر جگہ اسکی جھلک موجود ہے

اب یہاں سے "چراغ نیم شب" کے بارے میں کچھ کہنا چاہوں گا۔ سرورق لیاقت حسین صاحب کا زندہ بولتا حسین آرٹ ہے جو کتاب کی صورت میں مزید حسن پیدا کرتا ہے اس کے بعد چند سطروں کا شمیم احمد کا "چراغ نیم شب" پر تبصرہ ہے جس کا آخری پیراگراف اس طرح ہے۔ "ان کی غزلوں کے ارتقائی مراحل ان کی پوری زندگی کو محیط ہیں۔ ابتدا میں انھوں نے رومانی انداز کی غزلیں کہیں۔ پھر اقبال کا اثر قبول کیا اور ۱۹۵۰ء میں میر حسرت اور فراق کے رنگوں کا ان کی شاعری پر اثر نمایاں ہوا۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے کلاسیکی غزل کے منقطع رشتوں سے دوبارہ رشتہ جوڑنے کی کوشش کی اور شعوری طور پر انھیں دوبارہ دریافت کرنے کی سعی جاری رکھی۔ اس طرح ان کی شاعری میں سودا اور آتش سے لے کر یگانہ تک کی رنگ مل جاتے ہیں "بیاض" ان کی اشاعت سے قبل انھوں نے اپنے لب و لہجہ کو تبدیل کرنے کی ایک بڑی سعی کی جس سے بعد میں ان کی شاعری کا اپنا لب و لہجہ بننے میں بڑی مدد ملی۔ "اکائی" کی غزلوں میں اسکے نتائج کو دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن "چراغ نیم شب" کی غزلیات میں لہجے سے خیال کی حد تک انھوں نے اپنی اس آواز کو پا لیا تھا جس کے لئے انھوں نے ایک طویل مسافت اختیار کی۔

"چراغ نیم شب" کو چھاپنے کا شرف "مکتبہ اسلوب کراچی" کو ملا ویسے یہ منظر عام پر تو ابھی ۱۹۸۵ء میں آیا جبکہ آج سے دو سال پہلے سلیم احمد صاحب اسے ترتیب دے کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اسے انھوں نے اطہر نفیس کے نام اس طرح انتساب کیا ہے "اطہر نفیس کے نام جو میرے لئے ہمیشہ زندہ رہے گا"۔ یہ غزلیات پر مشتمل ہے، اس میں ایک سو بیس صفحات پر ایک سو اٹھارہ غزلیں پھیلائے ہوئے ہیں۔ شروع میں سراج منیر کا ایک اور دوست مقدمہ ہے۔ مقدمہ میں سلیم احمد کی شاعری پر بڑی مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔ مقدمہ کا عنوان ہے "سلیم احمد، بہ پائے جستجو چوں آبہ خوں گشت منزل ہا"۔ سلیم احمد کی شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "سلیم احمد کی شخصیت کے اتنے پہلو اور اتنی جہتیں ہیں کہ ان کے درمیان ایک مرکزی اصول دریافت کرنا بھی نظر میں مشکل ہو جاتا ہے اور اگر آپ ایک مرتبہ وہ اصول دریافت کر لیں تو پھیلے ہوئے دھبوں اور غیر مربوط لکیروں کا یہ مجموعہ ایک وسیع تصویر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ نقاد، شاعر، کالم نگار، ڈرامہ نگار، طنز و مزاح، مناظرہ باز، سیاسی تجزیہ نگار، اور سب سے بڑھ کر اپنے کمرے میں احباب سے ہر شام گفتگو کرنے والا شخص اور احباب کے رخصت ہو جانے کے بعد صبح تک کمرے میں ٹہل ٹہل کر سگریٹ پھونکتا ہوا سوچ کو زندگی بنانے کے عمل سے گزرنے والا بد قسمت آدمی، اس ایک ذات میں سینکڑوں پہلو باہم دست و گریباں ہیں۔"

اب ہم "چراغ نیم شب" سے کچھ اشعار پیش کریں گے جس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے کہ ان کے یہاں بے پناہ تغزل ہے اور زندگی کی نیرنگیوں سے بہت قریب ہیں اسرار زندگی کی جستجو ان کا بنیادی نقطۂ نظر ہے۔ ان کے طرز اظہار میں رچاؤ دھیما پن اور نکھار سی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ زندگی کانٹوں کی سیج پر مراحل طے کر رہی ہے لیکن ہیچ دکھار نہیں بلکہ کمال ضبط کی زندہ مثال سلیم احمد ہیں وہ کہتے ہیں۔

میں پلٹ آؤں گا صحرا میں بھٹکنے کے لئے
قافلہ میرا پہنچ جائے گا جب منزل کے پاس

میرے اوراق پریشاں دیکھنے والے کبھی
میں کتاب عشق تھا اور دل مرا شیرازہ تھا

کوئی ستارۂ گرداب آشنا تھا میں
کہ موج موج اندھیروں میں ڈوبتا تھا میں

تمام عمر کا حاصل سراب و تشنہ لبی ۔ مرا قصور یہی تھا کہ سوچتا تھا میں

زندگی نے ان کے ساتھ بڑے سرتیلے سلوک کئے۔ انھوں نے تلخ تجربات کو بڑی دلیری سے انگیز کیا۔ ان کی حیات نہ جانے کتنے ہنگاموں سے عبارت ہے، خود انہی کی زبانی سنئے:

جانے کتنے ہنگامے دل میں جاگ جاتے ہیں ۔ جب کتاب ماضی کو دیکھتا ہوں فرصت میں

شہر اور نگر بدلے اور گھر بدلے ۔ فرق کچھ نہیں آیا آدمی کی حالت میں

ہے کبھی سایہ کبھی ہے روشنی دیوار پر ۔ رنگ کھلاتی ہے کیا کیا زندگی دیوار پر

ہم سمجھتے تھے ہمارے بام و در دھل جائیں گے ۔ بارشیں آئیں تو کائی جم گئی دیوار پر

مجھے خبر بھی نہیں ہے کہ شب تو دوں نے ۔ مجھے کہاں سے اٹھایا ہے آدھی رات کے بعد

سلیم احمد کی شاعری کا ایک حصہ ایسا بھی ہے کہ جس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ انھیں اللہ اور اس کے رسول سے بڑا گہرا ربط ہے، اس دیوان میں انھوں نے غزل کے انداز میں پہلا ایک حمد اور نعت بھی شامل کی ہے۔ حمد و نعت کے دو دو شعر ملاحظہ کریں۔

(حمد)

(۱) اسی کا مسکن اسی کا گھر ہیں، اسی کی نسبت سے معتبر ہیں
حرم ہو طیبہ ہو، میرا دل ہو، یہ سب وہی اک سلسلہ ہے

(۲) نہیں ہے کوئی مثیل اسکا، نہیں ہے کوئی نظیر اس کا
وہ شخص بھی ہے وہ عکس بھی ہے اور آپ اپنا ہی آئینہ ہے

(نعت)

(۱) شوق بے حد، غم دل، دیدۂ تر مل جائے
مجھکو طیبہ کیلئے رخت سفر مل جائے

(۲) نخل صحرا کی طرح خشک ہوں وہ ابر کرم
مجھ پہ برسے تو مجھے برگ و ثمر مل جائے

اب ہم نیچے کچھ ایسے اشعار دیں گے جس میں صرف تغزل ہے، یہاں دوہ اصل بتانا مقصود یہ ہے کہ سلیم احمد کے یہاں اپنے معاصرین سے ایک منفرد اور جداگانہ انداز اور طرز اسلوب ملتا ہے، اس کے لب و لہجہ میں سبک پن اور مٹھاس ہے، سلیم احمد کو انتخاب لفظ پر بڑی قدرت و عبور حاصل ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۶ پر)

غزلیں

شفیق اعظمی
یونائیٹیڈ میڈیکل ہال، سرائمیر اعظم گڑھ
۲۷۶۳۰۵

شاداب شاخ گل ہو تو غنچہ کھلا ملے
گلشن کا گوشہ گوشہ مہکتا ہوا ملے

عزم جواں ہے خود ہی مرا اب تو راہبر
مجھ کو نہ اب بلا سے کوئی رہنما ملے

اے اہل دیر تم کو نہ آئے نظر تو کیا
مجھ کو ہر ایک سمت وہ جلوہ نما ملے

تنہا ہی بڑھے چلو ہمت سے کام لو
ممکن ہے راستے میں کوئی قافلہ ملے

اُن سے وفا کی خاک توقع کریں شفیق
ہم خود وفا سے جو نا آشنا ملے

137 - S.S. Hall
A.M.U. Aligarh
202001
ارشاد احمد مخدومی

کوچۂ دار و رسن سے وہ گزر آئے تھے
تیرے دیوانے تھے جو خاک بسر آئے تھے

فصل گل دیکھ کے اکثر تری یادوں کے طفیل
اشک پلکوں پہ مری شام و سحر آئے تھے

اوڑھ کر گل کی ردا چاند سا چہرہ لے کر
وہ بصد ناز و ادا خود مرے گھر آئے تھے

تا کجے تشنہ لبی، ذوق طلب کیسے مٹے
ہائے کیا سوچ کے ہم تیرے نگر آئے تھے

ان کی مخمور نگاہوں کی تمنا ارشاد
ماہ و انجم مرے دامن میں اتر آئے تھے

عزیز الدین عزیز

1002/1 Veer Bhadra Nagar
Cross No. 1 Plot No. 67
BELGAUM 590016
KARNATAKA.

غزل

ہم کو مشاعروں کے سفر نے یہ کیا دیا
شاعر بنا دیا کہ ستم گر بنا دیا

نقیب برملا جناب کی یہ رہنما بنا
دھوکہ دیا بھی ہم کو تو بے ساختہ دیا

عقدہ نہ کھل سکا یہ کہ خود دار یوں کیا
مقبولیت کو شہر میں کیسے بجھا دیا

پیغام انقلاب سے یکسر مکر گیا
کیا کرتا بے وقوف کو پھر مرثیہ دیا

تنقید سود مند تھی فنکار کے لئے
تعریف نے تو اس کو نکما بنا دیا

ٹکراؤ لازمی ہے مزاجوں کے درمیاں
معیار اب وفا کا جہاں کو بتا دیا

پاگل ہوا سمجھتی ہے پاگل ہوا ہوں میں
آندھی کے درمیان جلاتا رہا دیا

استاد بن گئے ہیں یہاں حضرت عزیز
متشاعروں کو آپ نے شاعر بنا دیا

غزلیں

انور خان انور
کنڑی گارمنٹس، بس اسٹینڈ روڈ
ہاسن کرناٹک

فکر حق کا چلن چار سو کیجئے
دو بدو کیجئے کو بکو کیجئے

یوں نہ جرأت میں اپنی غلو کیجئے
خود کو دشمن سے بھی روبرو کیجئے

چاک داماں پہ نظر کرم شکریہ
اپنا دامن تو پہلے رفو کیجئے

دل جگر کیا ہے پتھر پگھل جائے گا
ہاں مگر پیار سے گفتگو کیجئے

ہر طرف ظلم کا گرم بازار ہے
حق و انصاف کی جستجو کیجئے

یاس تو بیدلی ہے شیوہ کافری
پانی پانی جگر کا لہو کیجئے

اپنے افکار کو آپ انور ذرا
دے کے رنگ سخن سرخ رو کیجئے

یوں ہی رخ پر نقاب کتنے دن
ہم سے پردہ جناب کتنے دن

رقص جام و شراب کتنے دن
بزم چنگ و رباب کتنے دن

کچھ عمل بھی جناب ہو جائے
صرف شیریں خطاب کتنے دن

اور دے گا تو امتحاں کب تک
اور تیرا عتاب کتنے دن

زیست مانند اک حباب اے انور
انگلیوں پر حساب کتنے دن

مولانا مودودیؒ کی باتیں

مولینا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تلقینات، تعلیمات اور وصیتوں میں سے نہایت اساسی اور اثر انگیز باتیں مختلف عنوانات کے ساتھ میں نے اپنے لئے جمع کر رکھی تھیں۔ ان میں سے ایک حصہ سامنے آگیا۔ وہ اس مصرع کو گنگناتے ہوئے پیش کر رہا ہوں کہ ؎

باتیں ان کی یاد رہیں گی!

درخواست ہے کہ دلی توجہ سے ان عبارتوں کو پڑھئے اور پھر ان کے آئینے میں جھانکئے کہ کیا دکھائی دیتا ہے؟ (ن۔ ص)

بڑا دعویٰ، بڑا کام | "جماعت کے ارکان کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ایک بہت بڑا دعویٰ لے کر بہت بڑے کام کے لئے اٹھے ہیں۔ اگر ان کی سیرتیں ان کے دعوے کی نسبت سے اس قدر پست ہوں کہ نمایاں طور پر ان کی پستی محسوس ہوتی ہو تو وہ اپنے آپ کو اور اپنے دعوے کو مضحکہ بنا کر رکھ دیں گے۔ اس لئے ہر شخص کو جو اس جماعت میں شامل ہو اپنی دوہری ذمہ داری محسوس کرنی چاہئے۔ خدا کے سامنے تو وہ بہرحال ذمہ دار ہے ہی، مگر خلق خدا کے سامنے بھی اس کی ذمہ داری بہت سخت ہے۔

جس بستی میں آپ موجود ہوں وہاں عام آبادی سے آپ کے اخلاق بلند تر ہونے چاہئیں بلکہ آپ کو بلندیٔ اخلاق، پاکیزگیٔ سیرت اور دیانت میں ضرب المثل بن جانا چاہیے۔

آپ کی ایک معمولی لغزش نہ صرف جماعت کے دامن پر بلکہ اسلام کے دامن پر دھبہ لائے گی، اور بہت سے لوگوں کے لئے سبب گمراہی بن جائے گی۔"

(روداد اجتماع اول۔ تقریر مولینا مودودیؒ)

مطلوب گہری تبدیلی ہے | "یہاں کا طریق کار قرآن، اور سیرت محمدیؐ اور صحابہ کی سیرتوں سے سیکھیے اور اس کی عادت ڈالیے۔ آپ کو زبان یا قلم یا مظاہروں سے عوام پر سحر نہیں کرنا ہے

کہ ان کے ریوڑ کے ریوڑ آپ کے پاس آجائیں اور آپ انجمن بناتے پھریں۔ آپ کو ان میں حقیقت اسلامی کی معرفت پیدا کرنی ہے۔ اور عرفان حقیقت کے بعد ان میں یہ عزم پیدا کرنا ہے کہ وہ اپنی انفرادی زندگی اور گردوپیش کی اجتماعی زندگی کو اس حقیقت کے مطابق بنائیں اور جو کچھ باطل ہو اس کو مٹانے میں جان و مال کی بازی لگادیں۔

لوگوں کے اندر گہری تبدیلی ساحری اور شاعری سے پیدا نہیں ہوا کرتی۔"

(روداد اجتماع اول۔ ص ۵۰ تقریر مولینا مودودی)

تعلق باللہ | "اس تحریک کی جان دراصل تعلق باللہ ہے۔ اگر اللہ سے آپ کا تعلق کمزور ہو تو آپ حکومت الٰہیہ قائم کرنے اور کامیابی کے ساتھ چلانے کے اہل نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا فرض عبادات کے ماسوا نفل عبادات کا بھی التزام کیجئے۔ نفل نماز، نفل روزے، اور صدقات وہ چیزیں ہیں جو انسان میں خلوص پیدا کرتی ہیں۔ اور ان چیزوں کو زیادہ سے زیادہ اخفا کیا کرنا چاہئے "تاکہ ریا نہ پیدا ہو" (روداد اجتماع اول ص ۴۷ تقریر مولینا مودودیؒ)

مطالعۂ قرآن و سیرت النبیؐ | "جماعت کے ارکان کو قرآن اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہؓ سے خاص شغف ہونا چاہئے۔ ان چیزوں کو بار بار زیادہ گہری نظر سے پڑھا جائے اور محض عقیدت کی پیاس بجھانے کے لئے نہیں، بلکہ ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے کے لئے پڑھا جائے۔" (روداد اجتماع اول ص ۴۷ تقریر مولینا مودودیؒ)

نماز میں خشوع و خضوع | "نماز سمجھ کر پڑھئے۔ اس طرح نہیں کہ ایک یاد کی ہوئی چیز کو آپ زبان سے دہرا رہے ہیں بلکہ اس طرح کہ آپ خود اللہ سے کچھ عرض کر رہے ہیں۔ نماز پڑھتے وقت اپنے نفس کا جائزہ لیجئے کہ جن باتوں کا اقرار آپ عالم الغیب کے سامنے کر رہے ہیں کہیں آپ کا عمل ان کے خلاف تو نہیں ہے اور آپ کا اقرار جھوٹا تو نہیں ہے۔ اس محاسبۂ نفس میں اپنی جو کوتاہیاں آپ کو محسوس ہوں ان پر استغفار کرنا چاہئے اور آئندہ ان خامیوں کو رفع کرنے کی کوشش کیجئے۔" (روداد اجتماع اول ص ۴۸ تقریر مولینا مودودیؒ)

ذکر الٰہی | "اس اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے سب سے پہلے میں آپ کو ذکر الٰہی کی نصیحت کرتا ہوں۔ یوں تو اللہ کی یاد انسان کی روحانی زندگی کے لئے ہر آن اسی طرح ضروری اور ناگزیر ہے

جس طرح ہماری مادی زندگی کے لیے سانس، لیکن ان مواقع پر خصوصیت کے ساتھ اس کا اہتمام ہونا چاہیے جہاں خدا سے غفلت کے مختلف اسباب و محرکات زیادہ جمع ہو جائیں۔ ایسے مواقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خاص طور پر اللہ کی یاد کے التزام کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اور چونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کے لیے یہ موقع بھی ان مواقع میں سے ہے جہاں بہت سی چیزیں آپ کو خدا سے غافل کر سکتی ہیں اس وجہ سے میں خصوصیت کے ساتھ آپ کو اللہ تعالیٰ کی یاد کی تاکید کرتا ہوں۔ یہ یاد ہی آپ کے فکروں کو اور آپ جن باتوں پر غور کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں اسی کی مدد سے ان میں آپ کو صحیح نتائج پر پہنچنے کی توفیق حاصل ہوگی۔ یہی چیز آپ کو اس وقت ہجو اور غیبت اور دوسروں کی توہین و تحقیر سے بچائے گی۔ جب آپ خیموں اور شامیانوں میں اکٹھے ہوں گے اور یہی چیز آپ کے دلوں اور زبانوں کی ان اوقات میں حفاظت کرے گی جبکہ آپ کی رایوں میں اختلاف اور خیالات میں تصادم کی کوئی وجہ پیدا ہوگی۔ اور اس چیز کی مدد سے آپ اپنی اس مسافرانہ زندگی کے بے شمار مشکل مرحلوں میں اپنے اخلاق اور ایمان کو فتنوں سے بچا سکیں گے۔"

(اختتامی خطبات۔ کل ہند اجتماع جماعت اسلامی بمقام الہ آباد ۱۹۴۳ء)

لٹریچر کا مطالعہ "جماعت کی طرف سے شائع ہونے والے لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے نہ صرف تازہ شائع ہونے والی چیزوں کا بلکہ پہلی مطبوعات کا بھی، تاکہ ان کے مضامین یاد اور ذہن نشین ہوتے رہیں۔ خصوصاً دستور کو وقتاً فوقتاً جماعت کے اجتماعات میں پڑھا جاتا رہے۔"

(روداد حصہ اول ص ۱۱۵)

اعلیٰ کیرکٹر "اب اس پہلو پر زور دینے کی ضرورت ہے کہ اس نصب العین کے لیے جدوجہد کرنا تو درکنار اس کا نام زبان پر لانے کے لیے بھی اعلیٰ کیرکٹر ضروری ہے۔" (روداد حصہ اول ص ۹۱-۹۳)

قول و فعل کی نگرانی آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ آپ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے اٹھے ہیں اس طرح کی جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر وقت اپنے قول و فعل کی کڑی نگرانی رکھے کہ اس سے کوئی بات ایسی نہ صادر ہو جائے جو خدا کی مرضی کے خلاف ہو۔"

(روداد حصہ اول ص ۱۰)

ایک ضروری صفت "کم از کم ہمارے ابتدائی کارکن جو سابقین اولین کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی تو یہ صفت ہونی چاہیے کہ ان میں سے ہر شخص کے اندر یہ داعیہ موجود ہو کہ اگر کوئی اس راہ پر چلنے والا نہ ہو تو وہ خود چلے گا۔ اور کوئی اکسانے والا نہ ہو تو نہ صرف وہ خود حرکت کرے گا بلکہ دوسروں کو بھی حرکت دے گا۔"

(روداد حصہ اول ص ۱۰۶)

تحریک اسلامی کی نوعیت اور مطلوبہ کارکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تحریک عام تحریکوں سے بنیادی اختلافات رکھتی ہے۔ اولاً یہ کہ اس کے سامنے پوری زندگی کا مسئلہ ہے، زندگی کے کسی ایک پہلو کا نہیں۔ ثانیاً یہ کہ خارج سے پہلے یہ باطن سے بحث کرتی ہے۔

جہاں تک پہلے پہلو کا تعلق ہے ہمارے سامنے کام اتنا بڑا اور اہم ہے جو اسلامی تحریک کے سوا دنیا کی کسی تحریک کے سامنے نہیں ہے اور ہم اس جلد بازی کے ساتھ کام نہیں کر سکتے جس جلد بازی سے دوسرے کر سکتے ہیں۔

پھر چونکہ ہمارے لیے خارج سے بڑھ کر باطن اہمیت رکھتا ہے اس وجہ سے محض تنظیم اور محض ایک چھوٹے سے ضابطہ بندی پروگرام پر لوگوں کو چلانے اور عوام کو کسی ڈھرے پر لگا دینے سے ہمارا کام نہیں چلتا۔

ہمیں عوام میں عمومی تحریک (MASS MOVEMENT) چلانے سے پہلے ایسے آدمیوں کو تیار کرنے کی فکر کرنی چاہیے جو بہترین اسلامی سیرت کے حامل ہوں اور اعلیٰ درجے کی دماغی صلاحیتیں بھی رکھتے ہوں کہ تعمیر افکار کے ساتھ اجتماعی قیادت کے دوہرے فرائض سنبھال سکیں۔

یہی وجہ ہے کہ میں عوام میں تحریک کو پھیلانے کے لیے جلدی نہیں کر رہا بلکہ میری تمام تر کوشش اس وقت یہ ہے کہ ملک کے اہل دماغ طبقوں کو متاثر کیا جائے اور ان کو کھنگال کر صالح ذہین کو چھانٹ لینے کی کوشش کی جائے۔ جو آگے چل کر عوام کے لیڈر بھی بن سکیں، اور تہذیبی و تمدنی معمار بھی۔ یہ کام چونکہ ٹھنڈے دل سے کرنے کا ہے اور ایک عمومی تحریک کی طرح فوری ہلچل اس میں نظر نہیں آسکتی ہے، اس وجہ سے نہ صرف ہمارے ہمدرد و ہم خیال لوگ بلکہ خود ہمارے ارکان تک بددل ہونے لگتے ہیں۔ (روداد جماعت حصہ اول ص ۹۸)

صحیح تصورِ دعوت "تبلیغ صرف تقریر یا گفتگو یا تحریر ہی کے ذریعہ سے نہیں ہوا کرتی، بلکہ اصل تبلیغ وہ ہوتی ہے جو ایک تخیل کے داعی اپنی پوری زندگی سے ہر آن کرتے رہتے ہیں، بشرطیکہ ان کی زندگی اس تخیل کا مجسم ظہور اور اس کی زندہ شہادت بن گئی ہو۔ آپ جس تخیل کے داعی ہیں اگر اس کے سانچے میں آپ کی زندگی پوری طرح ڈھل چکی ہو تو اس تخیل کے خلاف چلنے والی دنیا میں آپ کی حالت ایسی ہوگی جیسے ایک گول سوراخ میں چوکھونٹی میخ اپنے پورے وجود سے ہر آن ہر زاویہ پر اس گول سوراخ کے پورے وجود کے ساتھ متصادم ہوتی رہتی ہے اور ہر وقت اپنے اور اس کے اختلاف کا مظاہرہ کرتی رہتی ہے۔ یا جیسے برف خانہ میں چند دہکتے ہوئے انگارے جو اگر کوئی آواز بلند نہ کر رہے ہوں تب بھی ان کا وہاں محض موجود ہونا ہی بجائے خود برف کے تودوں کے خلاف ایک مستقل اعلانِ جنگ ہے، اگر ان کے اردگرد کوئی آتش گیر مواد موجود ہوگا تو وہ کسی وعظ کے بغیر ان سے اثر لے کر مشتعل ہو جائے گا۔ اور برف خانہ آتش کدے میں تبدیل ہو کر رہے گا۔ بے شعوری کے اسلام اور منافقانہ اسلام کا معاملہ تو دوسرا ہے، لیکن جب کوئی شخص اخلاص کے ساتھ شعوری طریقہ سے اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس کے ساتھ ہی افکار، اخلاق، معیشت، معاشرت، تمدن غرض ہر شعبۂ زندگی میں اپنے غیر اسلامی ماحول سے اس کا تصادم شروع ہو جاتا ہے، اس کی پوری ہستی نظامِ جاہلیت کے خلاف ایک احتجاج بن جاتی ہے۔ اور اس فضا میں وہ اس طرح اجنبی و نامانوس ہو کر رہ جاتا ہے جیسے سیاہ چادر پر سفید دھبہ۔

میں چاہتا ہوں کہ اس کفر و جاہلیت کے مارے ہوئے ماحول میں آپ یہی کچھ بن کر رہ جائیں تاکہ اپنی زندگی کے ہر لمحے میں، اس نظام کے ہر جزء سے ہر ہر قدم پر آپ کا تصادم ہو اور اپنے پورے وجود سے آپ اس کے خلاف ایک مستقل اعلانِ جنگ اور ایک ابدی و دائمی احتجاج بن جائیں ..... اس کے بغیر تبلیغ افکار کی مہم سرانجام نہیں پا سکتی۔"

(روداد جماعت حصہ اول ص ۱۱۲ - ۱۱۳)

دعوتِ اسلامی کے فطری اثرات "سب سے بڑی چیز جو ہمارے نزدیک ہر دوسرے نتیجے سے زیادہ قیمتی ہے وہ یہ ہے کہ اس دعوت کا اثر جہاں جہاں بھی پہنچا ہے، اس نے

مردہ ضمیروں کو زندہ اور سوئے ہوئے ضمیروں کو بیدار کر دیا ہے۔ اس کی اولین تاثیر یہ ہوتی ہے کہ نفس اپنا محاسبہ آپ کرنے لگتا ہے۔ حلال اور حرام، پاک اور ناپاک، حق اور ناحق کی تمیز پہلے کی محدود مذہبیت کی بہ نسبت اب بہت زیادہ وسیع پیمانے پر زندگی کے تمام مسائل میں شروع ہو جاتی ہے۔ پہلے جو کچھ دینداری کے باوجود کر ڈالا جاتا تھا وہ اب گوارا نہیں ہوتا بلکہ اس کی یاد بھی شرمندہ کرنے لگتی ہے۔ پہلے جن لوگوں کے لئے کسی معاملہ کا یہ پہلو سب سے کم قابلِ توجہ تھا کہ یہ خدا کی نگاہ میں کیسا ہے، ان کے لئے اب یہی سوال سب سے زیادہ مقدم ہو گیا ہے۔ پہلے جو دینی حس اتنی کمزور ہو چکی تھی کہ بڑی بڑی چیزیں بھی نہ کھٹکتی تھیں، اب وہ اتنی تیز ہو گئی ہے کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی کھٹکنے لگی ہیں۔ خدا کے سامنے ذمہ داری و جوابدہی کا عقیدہ اب احساس بنتا جا رہا ہے اور بہت سی زندگیوں میں اس احساس سے نمایاں تبدیلی ہو رہی ہے۔ لوگ اب اس نقطۂ نظر سے سوچنے لگے ہیں کہ دنیا کی زندگی میں جو کچھ سعی و عمل وہ کر رہے ہیں وہ آیا خدا کی میزان میں کس قدر وزن کی حامل ہو سکتی ہے یا محض ہباءً منثوراً بن جانے والی ہے۔ پھر الحمد للہ اس دعوت نے جہاں بھی نفوذ کیا ہے بے مقصد زندگیوں کو با مقصد بنایا ہے اور صرف ان کے مقصدِ زندگی ہی کو نہیں بلکہ مقصد تک پہنچنے کی راہ کو بھی ان کی نگاہوں کے سامنے بالکل واضح کر دیا ہے۔ خیالات کی پراگندگی دور ہو رہی ہے۔ فضول اور دور از کار دلچسپیوں سے دل خود ہٹ رہے ہیں۔ زندگی کے حقیقی اور اہم تر مسائل پر مرکزی توجہ ہو رہی ہے۔ فکر و نظر منظم صورت اختیار کر رہی ہے۔ اور ایک شاہراہِ مستقیم پر حرکت کرنے لگی ہے۔"

(روداد جماعت حصہ اول ص ۸۱ - ۸۲)

رائے عام کی حمایت مطلوب "ہمیں نہ صرف ہندوستان میں بلکہ حتی الامکان دنیا کے گوشے گوشے میں اپنی آواز پہنچانی ہوگی، کیونکہ کسی ایک ملک میں کوئی حقیقی انقلاب واقع نہیں ہو سکتا جب تک کہ وسیع پیمانے پر بین الاقوامی رائے عام اس کی تائید میں تیار نہ کر لی جائے۔

— اربوں انسانوں کو ہمارے پیغام سے واقف ہونا چاہیے۔

— کروڑوں انسانوں کو کم از کم اس حد تک اس سے متاثر ہو جانا چاہیے کہ وہ اس چیز کو حق مان لیں گے جس کے لئے ہم اٹھ رہے ہیں۔

لاکھوں انسانوں کو ہماری ہستی پر اخلاق اور عملی تائید کے لئے آمادہ ہو جانا چاہیے۔

اور ایک کثیر تعداد ایسے سرفروشوں کی تیار ہونی چاہیے جو بلند ترین اخلاق کے حامل ہوں اور اس مقصد عظیم کے لئے کوئی خطرہ کوئی نقصان، کوئی مصیبت برداشت کرنے میں تامل نہ کریں۔" -

(روداد حصہ اول ص ۶۴ تا ۶۵، ۶۷)

انقلاب کی پیش رو جماعت "ہمارے پیش نظر صرف یہ نقشہ ہے کہ عوام کی سربراہی کے لئے ایک ایسی مختصر جماعت فراہم کر لی جائے جس کا ایک ایک فرد اپنے بلند کیریکٹر کی جاذبیت سے ایک ایک علاقہ کے عوام کو سنبھال سکے۔ اس کی ذات عوام کا مرجع بن جائے۔ اور اس کی مصنوعی کوشش کے بغیر بالکل فطری طریقے سے عوام کی لیڈرشپ کا منصب اسے حاصل ہو جائے۔

مگر صرف مرجعیت سے بھی کام نہیں چل سکتا۔ اس سے کام لینے کے لئے ذاتی صلاحیتیں بھی ہونی چاہئیں تاکہ ان مرکزی شخصیتوں کے ذریعے سے عوام کی قوتیں مجتمع اور منظم ہو کر اسلامی انقلاب کی راہ میں صرف ہوں۔

ایک مخلص، پائیدار اور ہمہ گیر انقلاب کا لازمی ابتدائی مرحلہ یہی ہے اس مرحلہ کو صبر سے طے کرنا ہی پڑے گا۔"

(روداد حصہ اول ص ۹۹)

ماہرانہ مورچہ بندی خوب سوچ لیجئے کہ جس میدان جنگ میں آپ اتر رہے ہیں، اس میں دشمن کے مورچے کدھر کدھر اور کس ترتیب سے پھیلے ہوئے ہیں اور اس مقابلہ میں آپ کو کس طرز پر مورچہ بندی کرنی ہے۔ آپ کے کمزور پہلو کون کون سے ہیں، آپ کی جمعیت کو کس کس پہلو سے مضبوط ہونا چاہیے۔ پیش قدمی کدھر سے ہو اور کس رفتار سے ہو۔ غرض یہ کام اٹکل پچو سے نہیں ہوگا۔ اس کے لئے تو ایک ہوشیار جنرل کی دوربینی و وسیع النظری، اور اس کے ساتھ ایک نظام جماعت میں جکڑی ہوئی جمعیت کی جدوجہد مفید مطلب ہے۔"

(روداد حصہ اول ص ۹۳)

کامیاب انقلاب کی شرط لازم کوئی نظام بھی عوام کے دلی اور رضاکارانہ تعاون اور ان کو اعتماد میسر آئے بغیر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے اور نہ چل سکتا ہے۔ بالخصوص ایسا نظام جو ہر ہر چیز کو ایک اصول کے سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہو۔"

(تقریر مولانا مودودی، ۱۰ نومبر ۱۹۵۱ء جماعت اسلامی کا اجتماع عام منعقدہ کراچی۔ روداد جماعت اسلامی حصہ ششم ص ۱۳۱)

صبر، تدبر، معاملہ فہمی "جو عظیم الشان مقصد ہمارے سامنے ہے اور جن زبردست طاقتوں کے مقابلے میں ہم کو اٹھ کر اس مقصد کے لئے کام کرنا ہے، اس کا اولین تقاضا یہ ہے کہ ہم میں صبر ہو، تدبر اور معاملہ فہمی ہو اور اتنا مضبوط ارادہ جس سے ہم دور رس نتائج کے لئے لگاتار انتھک سعی کر سکیں۔ بے صبری کے ساتھ جلدی جلدی نتائج برآمد کرنے کے لئے بہت سے ایسے سطحی کام کئے جا سکتے ہیں جن سے ایک وقتی ہلچل برپا ہو جائے۔ لیکن اس کا کوئی حاصل اس کے سوا نہیں ہے کہ کچھ دنوں تک فضا میں شور رہے اور پھر ایک مدت کے ساتھ سارا کام اس طرح برباد ہو کہ مدت ہائے دراز تک اس کا نام لینے کی بھی کوئی ہمت نہ کر سکے۔"

(روداد جماعت حصہ اول ص ۸۸)

نمائش و اشتہارات سے پرہیز کہیں ہمارے کام میں بھی نمائش اور اشتہار کا عنصر داخل نہ ہو جائے ہم دنیا کو دکھانے کے لئے کام نہ کرنے لگیں۔"

(روداد جماعت حصہ اول ص ۷۹، مضمون رفقاء کار از مولانا مودودی)

نظم کی دینی اہمیت "دوسری چیز جس کی اس موقع پر تاکید ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ نظم کی پوری پابندی کا خیال رکھیے۔ مختلف شعبوں نے منتظمین کی طرف سے آپ کو جو ہدایات ملیں ان کی سر مو خلاف ورزی نہ ہو۔ نماز کی جگہ، کھانا کھانے کی جگہ، قیام کی جگہ آپ کی نقل و حرکت ایک منظم اور باوقار جماعت کی سی ہو۔ کہیں ہڑبونگ اور ہلڑ کی صورت نہ پیدا ہو جائے ڈسپلن کے تقاضوں کو پورا کرنا دوسروں کے نزدیک صرف ایک اجتماعی اخلاق ہے جس کی خلاف ورزی کرنے والا صرف سوسائٹی میں نکو بنتا ہے مگر ایک مسلمان کے نزدیک اس کی حیثیت ایک مذہبی فریضہ کی سی ہے۔ جس کی خلاف ورزی سے آخرت میں خدا اور رسول کی ناخوشی بھی متصور ہے اور دنیا میں بھی انسان ذلیل ہوتا ہے۔ کوئی مسلمان اعلیٰ درجے کی جماعتی سیرت کے بغیر اعلیٰ درجہ کا دیندار مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ وہ کتنے ہی روزے رکھے اور کتنی ہی نمازیں پڑھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (میں اعلیٰ درجہ کی ساری باتوں کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں) اس اعلیٰ اخلاق کا سب سے اعلیٰ نمونہ اگر خود مسلمان نہ بنیں گے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان اس مقصد سے

غافل ہوگئے، جس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکارم اخلاق کی جو تعلیم دی اور اس کا جو اثر عرب جیسی جاہل اور اجڈ قوم پر پڑا اس کا کچھ اندازہ ایرانی سپہ سالار رستم کے اس فقرے سے کیا جا سکتا ہے جو اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوجوں کی نمازوں کی صفوں کو دیکھ کر کہا تھا "اکل عمر کبدی یعلم الکلاب الاداب"۔ (عمر نے میرا کلیجہ کھا لیا ہے یہ تو کتوں کو ڈسپلن کی تعلیم دے رہا ہے)۔ جس جماعت کے ڈسپلن پر ایران جیسی متمدن قوم کے سپہ سالار کو رشک آئے اس جماعت کی جماعتی سیرت کا تصور کیجئے اور پھر اس سے اپنا موازنہ کیجئے۔"

(اختتامی خطاب رکن ہند اجتماع جماعت اسلامی بمقام الہ آباد دسمبر ۱۹۴۶ء)

(روداد چہارم ص ۱۲ - ۱۳)

جماعت کا تحفظ "جماعت کی سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ اس کو راہ راست سے نہ ہٹنے دیا جائے۔ اس میں غلط خیالات اور غلط طریقوں کے پھیلنے کو روکا جائے۔ اس میں نفسانی دھڑے بندیاں نہ پیدا ہونے دی جائیں۔ اس میں کسی کا استبداد نہ چلنے دیا جائے۔ اس میں کسی دنیوی غرض یا کسی شخصیت کو بت نہ بننے دیا جائے۔ اور اس کے دستور کو بگاڑنے سے بچایا جائے۔"

(روداد اجتماع اول ص ۲۲ - ۲۳)

(تاسیسی اجلاس ۲ ر شعبان ۱۳۶۰ھ ۲۶ راگست ۱۹۴۱ء میں مولانا کا اولین خطاب)

اسلامی نظم جماعت کے لئے تخریبی عوامل "جماعت کے اندر جماعت بنانے کی کوشش بھی نہ کی جائے، سازشیں، جتھہ بندیاں، نجوی (CONVESSING) عہدوں کی امیدواری، حمیت جاہلیہ، اور نفسانی رقابتیں یہ وہ چیزیں ہیں جو ویسے بھی جماعتوں کی زندگی کے لئے سخت خطرناک ہوتی ہے مگر اسلامی جماعت کے مزاج سے تو ان کو کوئی مناسبت ہی نہیں۔ اسی طرح غیبت اور تنابز بالالقاب اور بدظنی بھی جماعتی زندگی کے لئے سخت مہلک بیماریاں ہیں جن سے بچنے کے لئے ہم سب کو کوشش کرنی چاہئے۔"

(روداد اجتماع اول۔ خطاب مولانا مودودی ص ۲۴)

جماعتی انتخابات کیلئے اخلاقی فضا انتخابات کے سلسلے میں لوگ ایک دوسرے سے

(بقیہ صفحہ ۴۷ پر)

محمد صلاح الدین

ایک لاکھ بیس ہزار احادیث میں سے مطلوبہ حدیث چند سکنڈ میں تلاش کی جاسکیگی

قرآن اور حدیث مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا بنیادی سرچشمہ بھی ہیں اور قانون شریعت کے اساسی ماخذ بھی۔ ہمارے مفسرین و محدثین نے ایک طرف تفسیر قرآن اور تحقیق حدیث میں اپنی عمریں کھپائی ہیں اور دوسری طرف انھوں نے عام مسلمانوں کی سہولت اور استفادہ کے لئے ان ماخذوں تک رسائی کو آسان سے آسان تر بنانے پر بھی پوری توجہ دی ہے۔ محقق ہو یا مبتدی ان دونوں کی ایک بنیادی ضرورت کم سے کم وقت میں مطلوبہ حوالہ تک رسائی ہے۔ قرآن حکیم سے کسی مطلوبہ آیت تک رسائی کے لئے یا ایک ہی مضمون سے متعلق مختلف آیات کی تلاش کے لئے پہلے تمام تر انحصار حفاظ پر کیا جاتا تھا لیکن جب تبویب قرآن کی کوششوں اور پھر مولانا مودودی کی تفہیم القرآن میں دئیے گئے انڈکس جیسی علمی کاوشوں نے ایک عام قاری کے لئے بھی کسی آیت یا ایک ہی مسئلہ اور موضوع سے متعلق تمام آیات تک پہنچنا آسان بنا دیا۔ اس سلسلہ کا اہم ترین کام مصر کے محمد فواد عبدالباقی نے "المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم" مرتب کرکے انجام دیا۔

ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی احادیث نبوی کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے عظیم الشان منصوبے کو عنقریب پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عزم رکھتے ہیں

اس کے ذریعہ یہ سہولت میسر آگئی کہ اگر کسی کو متعلقہ آیت کا صرف ایک لفظ یاد ہے تو اس کی مدد سے وہ نہ صرف اس آیت کو بلکہ ایسی تمام آیات کو چند منٹ میں تلاش کر سکتا ہے جنھیں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس معجم المفہرس نے محققین اور مبتدئین سب ہی کو غیر معمولی مدد اور سہولت بہم پہنچائی ہے۔

اسی نوعیت کا ایک بلند پایہ تحقیقی کارنامہ حدیث کے سلسلہ میں انجام دیا گیا لیکن اس کی سعادت جرمن محقق اے۔ جے۔ ونسنک (A. J. WENSINCK) کے حصے میں آئی جنھوں نے ۱۹۳۶ء میں صحاح ستہ کو دس ضخیم جلدوں میں اس طرح مرتب کیا کہ ایک موضوع سے متعلق احادیث اپنے دوسرے تمام ماخذوں سے مربوط ہو کر یکجا ہو گئیں۔

آج کا دور کمپیوٹر کا دور ہے۔ کمپیوٹر نے علم کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا ہے یہ معلومات کے ذخائر حسب ضرورت اور حسب منشا چند سکنڈ میں نگاہوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ اس جدید فنی سہولت کی کرشمہ سازیاں دیکھ کر سعودی عرب میں مقیم ایک بلند پایہ ہندوستانی عالم محقق اور محدث ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب کو اب سے تقریباً دس بارہ سال قبل یہ خیال آیا کہ صحاح ستہ کو کیوں نہ کمپیوٹر پر منتقل کر دیا جائے۔ یہ خیال در حقیقت اس عظیم کام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے انتخاب کا اشارہ تھا کیونکہ ان میں وہ جملہ صلاحیتیں پہلے سے موجود تھیں جو اس کام کی انجام دہی کے لئے ضروری تھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اس منصوبہ کو روبہ عمل لانے کیلئے بیڑا اٹھایا تو انھیں دنیا و مافیہا کا ہوش نہ آیا۔ وہ تن من دھن سے اس کام پر لگ گئے۔ کمپیوٹر کے استعمال میں کسی کو مددگار بنانے کے بجائے اس پر خود کامل دسترس حاصل کی۔ اس سلسلہ میں امریکہ اور دیگر ممالک کے دورے کئے۔ اپنی ذاتی کمائی اس کام پر لگائی اور اپنے گھر کو ایک عظیم لائبریری اور لیبارٹری میں تبدیل کر ڈالا۔ ڈاکٹر صاحب سے میری پہلی ملاقات دہران میں ڈاکٹر ظفر الحق انصاری صاحب کے ہاں غالباً ۱۹۸۰ء میں ہوئی۔ اس وقت تک وہ اپنی منزل کی جانب خاصی پیش رفت کر چکے تھے لیکن ان کا قیام چونکہ ریاض میں تھا اس لئے مجھے براہ راست ان کے کام کے مشاہدہ کا موقع نہ مل سکا بعد ازاں دو تین بار ریاض جانا ہوا مگر ڈاکٹر صاحب کے بیرون ملک سفر کی وجہ سے وہاں ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ۱۴۰۰ھ میں انھیں اپنے تحقیقی کام پر شاہ فیصل ایوارڈ ملا تو ان سے ملاقات کی خواہش مزید شدت اختیار کر گئی۔ نومبر میں مصر اور سعودی عرب جانے کا اتفاق ہوا تو خوش قسمتی سے ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کا موقع بھی مل گیا۔ ان سے جمعہ ۲۲ نومبر کو شاہ سعود یونیورسٹی ریاض میں انکی

قیامگاہ پر ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے چاروں طرف پھیلے ہوئے کمپیوٹروں کو حرکت میں لاکر اپنے زیر تدوین کام کے طریقہ کار کی وضاحت کی، اب تک جو کام ہو چکا ہے، اس کی تفصیلات بتائیں اور آئندہ کے منصوبوں پر روشنی ڈالی۔

ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی سے ان کے کام کے سلسلے میں انٹرویو کی درخواست کی گئی تو انھوں نے ایک عربی روزنامہ میں شائع ہونے والے اپنے ایک انٹرویو کا تراشہ عنایت فرمایا۔ قارئین تکبیر کیلئے اس کا ترجمہ جناب ابو عامر نے کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی شاہ سعود یونیورسٹی ریاض میں حدیث نبوی کے پروفیسر ہیں اور حدیث کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ان کی تمام توجہات کمپیوٹر کو خدمت حدیث کیلئے استعمال کرنے پر مرکوز ہیں۔ وہ اپنی کوششوں میں بحمد اللہ کافی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔ ان کی پہلی کامیابی عظیم القدر سنن ابن ماجہ کا جدید ایڈیشن شائع کرنا ہے جسمیں کئی تفصیلی، فہرستیں دی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک فہرست کتاب میں مستعمل تمام الفاظ و کلمات پر مشتمل ہے ایک انڈکس مقدمات سے متعلق ہے۔ ایک فہرست میں کتاب میں وارد ہونے والے تمام اسماء آگئے ہیں۔

حدیث نبوی میں کمپیوٹر کے استعمال کے سلسلہ میں اگرچہ بعض دیگر حضرات نے بھی بہت سے منصوبے بنائے ہیں تاہم پروفیسر ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی صاحب کو اس میدان میں اولیت کا شرف حاصل ہے۔

حدیث نبوی کے لئے کمپیوٹر کے استعمال کی وضاحت کرتے ہوئے انھوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا،

کمپیوٹر پر اس کی مخصوص تکنیک کے مطابق ہی کام کرنا پڑتا ہے چنانچہ میں نے بھی اس سلسلہ میں اپنے کام کی نوعیت کو کمپیوٹر سسٹم کے لحاظ سے ہی محدود کیا ہے۔ میں جس منصوبے پر کام کر رہا ہوں اس سے انشاء اللہ مندرجہ ذیل حضرات کی ضروریات پوری ہوں گی۔ محدثین، فقہاء، محققین اور عام تعلیم یافتہ حضرات۔

محدثین کی ضروریات:۔ اس مختصر جواب کی مزید وضاحت کرتے ہوئے انھوں نے

کہا کہ جہاں تک محدثین کا تعلق ہے تو میرے خیال میں عام طور پر ان کو مندرجہ ذیل معلومات کی ضرورت پڑتی ہے۔

(۱) متعلقہ حدیث کو کس محدث نے بیان کیا ہے؟ (۲) اس میں اور کون کون سے محدثین اسکے ساتھ ہیں؟ (۳) اس حدیث کے شواہد کیا ہیں؟ (۴) کیا اس حدیث میں کوئی ایسا عیب، علت ہے جس کی وجہ سے حدیث عیب دار ہو جاتی ہے (۵) آیا خود حدیث کے متن میں تو کوئی شاذ بات نہیں ہے۔ (۶) اسناد میں مذکور راویوں کا ثقہ یا مجروح ہونے کے لحاظ سے کیا مقام ہے (۷) احادیث میں تنقید کے اصولوں کی روشنی میں متعلقہ حدیث کا کیا حکم ہے؟ (۸) آیا کسی امام نے اس حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے پر گفتگو کی ہے؟

ان تمام سوالات کے جواب تین بنیادی نکات پر موقوف ہیں۔

(۱) متعلقہ حدیث اور اس سے ملتی جلتی تمام احادیث اور ان کے شواہد کا علم ہو اور یہ بھی طور پر معلوم ہو کہ وہ کن کن مقامات پر ہیں۔ (۲) اسانید میں مذکور ہر راوی کے بارے میں جو کچھ ائمہ جرح و تعدیل نے بحث کی ہے اس کا علم ہو (۳) محدثین کرام نے اس حدیث پر کیا حکم لگایا ہے اس کی معرفت۔

سنن ابن ماجہ اور ترمذی شریف پر کام ہو چکا ہے اور دیگر کتب حدیث پر تیز رفتاری سے جاری ہے

فقہاء اور محققین کی ضروریات (۱) ایک خاص موضوع کے متعلق تمام احادیث تک دسترس (۲) ان احادیث کے مرتبہ اور درجہ کا علم (۳) فقہی احکام و مسائل کے استنباط کی غرض سے متقدمین فقہاء اور محققین نے اس حدیث کو کس طرح سمجھا۔

لہذا محدث کی ضروریات کے علاوہ فقیہ اور محقق کی ضروریات کے پیش نظر ضروری ہے کہ ہر اس حدیث کی تشریح و تفصیل سے واقف ہوں اور جس میں یہ بھی معلوم ہو کہ ائمہ کرام نے اس حدیث سے کن احکام کا استنباط کیا ہے۔

مندرجہ بالا اغراض و مقاصد کی روشنی میں میں نے اپنے منصوبہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) پہلے حصہ کا تعلق تمام احادیث سے ہے ان کے حوالے اور ان کی متابعات اور شواہد سب ایک انسائکلوپیڈیا میں جمع ہوں اور ان کی درجہ بندی بھی کر دی گئی ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک حدیث کے متعلق یہ بتایا جائے کہ سابقہ (متقدمین) محدثین نے اس حدیث کے صحیح یا ضعیف وغیرہ ہونے کے بارے میں کیا کہا ہے؟ نیز یہ بھی ذکر ہو کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کرام نے اس حدیث کو کیسے سمجھا ہے؟ ان تمام حضرات کے تفقہ اور تدبر کو یکجا کر دیا جائے

(۲) دوسرے حصہ میں تمام راویوں کے حالات بیان ہوں تاکہ اسناد کے متعلق فیصلہ کرنے میں سہولت رہے۔ لہذا یہ منصوبہ دو بڑی قسموں پر مشتمل ہوگا۔

أ۔ احادیث کا انسائکلوپیڈیا۔ ب۔ رجال (اشخاص) کا انسائیکلوپیڈیا۔

میں مؤخر الذکر کو یعنی رجال کے انسائیکلوپیڈیا سے بات شروع کرتا ہوں۔ یہ تو واضح ہے کہ اس دائرۃ المعارف کا مواد، راویوں کے حالات زندگی اور جرح و تعدیل کی کتابوں پر مشتمل ہے۔ جہاں تک حالات زندگی کی کتابوں کا تعلق ہے ان میں سے کچھ تو چھپ چکی ہیں۔ جیسے (۱) الطبقات الکبرا لابن سعدؒ (۲) طبقات خلیفہ بن خیاطؒ (۳) التاریخ والعلل لاحمد بن حنبلؒ (۴) تاریخ الکبیر للبخاریؒ (۵) الجرح والتعدیل للرازیؒ (۶) الثقات لابن حبانؒ (۷) تاریخ بغداد للخطیب بغدادیؒ (۸) تہذیب التہذیب لابن حجرؒ (۹) تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ (۱۰) میزان الاعتدال للذہبیؒ اور ان کے علاوہ چند مزید کتابیں۔

اسی طرح جو کتابیں ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکیں، وہ بھی بہت سی ہیں لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ جس قدر بھی ہو سکے غیر مطبوعہ اہم کتب تراجم کو طبع کیا جائے پھر ان تمام منتشر معلومات کو اکٹھا کر کے ہر راوی کے الگ الگ حالات زندگی قلمبند کیے جائیں۔ میں اس کی وضاحت میں عرض کروں گا کہ مثلاً ہم ایک راوی الرازی کو لیتے ہیں جب ہم ان کے حالات زندگی جاننے کیلئے مختلف کتب اسماء الرجال کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ایک کتاب میں ہمیں ان کے کچھ شاگردوں کا ذکر ملتا ہے، دوسری کتاب میں ان شاگردوں کا تو کوئی تذکرہ نہیں البتہ ان کے علاوہ کچھ اور شاگردوں کا پتہ ملتا ہے، پھر ہم ہر کتاب میں راوی کے بارے میں ائمہ اعلام کے ریمارکس کی تکرار پاتے ہیں جس کے ساتھ کچھ نئی معلومات بھی مل جاتی ہیں۔ لہذا مناسب یہ ہوگا کہ ہر راوی

تذکرہ بھی کیا جائے جو اس کے متعلق جملہ معلومات کو محیط ہو۔ بہرکیف یہ موضوع میرے پروگرام میں شامل نہیں ہے البتہ مجھے پتہ چلا ہے کہ اردن یونیورسٹی میں یہ منصوبہ زیر غور ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

احادیث کا انسائیکلوپیڈیا بدقسمتی سے ابھی تک حدیث کی تمام کتابیں طبع نہیں ہو سکیں پھر ان میں سے جو چھپ چکی ہیں ان پر بہت کم علمی تحقیق ہوئی ہے۔ اگر ہم چاہیں کہ تمام احادیث کو ایک انسائیکلوپیڈیا میں اکٹھا کر دیں تو ہمیں حدیث کی تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کو یکجا کرنا ہوگا پھر ہمیں ان کی سائنٹیفک تحقیق کرنا ہوگی۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک طویل المیعاد کام ہے۔ لہٰذا میں نے اسے دو انسائیکلوپیڈیاؤں میں تقسیم کیا ہے۔

(ا) احادیث کا مختصر انسائیکلوپیڈیا ۔ (ب) احادیث کا مفصل انسائیکلوپیڈیا جس میں پہلی تین صدیوں کی فقہ بھی ہوگی۔

میرے پروگرام کے مطابق احادیث کے مختصر دائرۃ المعارف میں مندرجہ ذیل کتابیں شامل ہوں گی
۱۔ صحیح بخاری، ۲۔ صحیح مسلم، ۳۔ سنن النسائی، ۴۔ سنن ابی داود، ۵۔ سنن الترمذی، ۶۔ سنن ابن ماجہ، ۷۔ مسند ابن حنبل ۸۔ موطا امام مالک، ۹۔ سنن الدارمی، ۱۰۔ اتحاف السادہ للبوصیری، ۱۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی۔

جہاں تک مفصل دائرۃ المعارف کا تعلق ہے تو ابھی یہ دور کی بات معلوم ہوتی ہے۔ اسلئے میں فی الحال اس کی تفصیلات کو رہنے دیتا ہوں۔ کیونکہ مختصر دائرۃ المعارف پر ہی دو تین سال لگ جائیں گے۔

اب تک کی کارروائی اب میں مختصراً اس کام کا کچھ تذکرہ کرنا چاہوں گا جو بتوفیق الٰہی میں نے سر انجام دیا ہے نیز مستقبل قریب کے پروگرام سے بھی میں آگاہ کرنا چاہوں گا۔ میرا اصل ہدف تو وہی ہے جس کا میں نے ابھی ابھی ذکر کیا ہے اور مجھے انشاء اللہ اس تک پہنچنا ہے۔

میں نے اس کار خیر کا آغاز ۱۳۹۷ھ میں کیا تھا۔ شروع شروع میں اس مقصد کے لئے کچھ مشینری خریدی جس کی تشکیل عربی کی بنیاد پر کی گئی تھی۔ سب سے پہلے میں نے مسند امام احمد بن حنبلؒ کو کمپیوٹر میں داخل کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سلسلہ میں سب سے اہم بات کمپیوٹر میں متن

کا بھرنا ہوتا ہے۔ اور میرا عزم یہ تھا کہ اب جبکہ میری ہمت جوان اور قویٰ مضبوط ہیں۔ اپنے منصوبہ کا آغاز ایک بڑی کتاب سے کروں، قبل اس کے کہ میں بڑھاپے کی عمر تک پہنچوں۔ اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ مسند امام احمد کو کمپیوٹر میں داخل کرنے کے دوران ہم کچھ سادہ سے تجربے کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

میں نے رمضان ۱۳۹۹ھ میں شاہ فیصل ایوارڈ کمیٹی کو ٹائپ رائٹر پر لکھی گئی ایک کتاب پیش کی۔ جس میں اس پراجیکٹ کی تفصیلات درج تھیں اور کمپیوٹر کی مدد سے جو علمی کامیابیاں ہوئی تھیں ان کے کچھ نمونے تھے۔ یہ کتاب میں نے اس کے علاوہ مختلف جگہوں پر بھی اور ماہرین سے گذارش کی کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی رائے اور مشورہ سے آگاہ کریں۔ ۱۴۰۰ھ میں مجھے شاہ فیصل ایوارڈ عطا کیا گیا۔ ایوارڈ کے ساتھ دئے گئے ڈپلوما میں میری خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے "کمپیوٹر کو سنت نبوی میں استعمال کرنے کا منصوبہ عربی زبان میں پہلا عملی تجربہ ہے حدیث کی تعلیمات کے میدان میں کمپیوٹر کا استعمال ایک مستحسن قدم ہے۔ یہ ایک وسیع عمل ہے جس کی تکمیل میں بہت سا وقت اور محنت درکار ہوگی۔ بلاشبہ جب یہ منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچے گا تو یہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔ اس سے احادیث کے انسائیکلوپیڈیا کی تکمیل میں مدد ملے گی۔ احادیث کا انسائیکلوپیڈیا تیار کرنا ایک بہت نمایاں کارنامہ ہے اور جس کی شدید سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے"۔

بہرکیف ہم نے ۱۴۰۰ھ میں مکمل مسند امام احمد کمپیوٹر میں داخل کر دی، اس کے بعد ہم نے صحاح ستہ کو کمپیوٹر میں داخل کرنے کا کام سر انجام دیا۔ یہ کام ۱۴۰۲ھ میں مکمل ہوا۔ میں اس وقت امریکہ میں تھا۔ گزشتہ برسوں میں ہم نے متن اور کمپیوٹر کے لئے لکھائی کے پروگرام اور انڈکس کمپیوٹر میں ڈالے ہیں۔ اسی دوران ہم نے کچھ تجربے بھی کئے ہیں۔ انڈکسوں کا زیادہ تر کام امریکہ میں کیا گیا ہے۔

مطبوعہ کتب احادیث کا قلمی نسخوں سے موازنہ میں عام طور پر سوچا کرتا تھا کہ چاہے یہاں جتنی بھی احادیث کی متداول کتابیں ملتی ہیں ان سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ کس قلمی نسخہ سے لے کر طبع کی گئی ہیں۔ وہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے محققین اور ناشرین نے انہیں کس مخطوطہ سے

لیکن جب دوسری طرف یہ کتابیں بار بار چھپ رہی ہیں مگر ان میں احادیث پر نمبر شمار نہیں لگائے جاتے۔ چنانچہ میں نے محرم ۱۴۰۰ھ میں قطر میں منعقدہ سیرت و سنت کانفرنس میں تجویز پیش کی کہ کتب احادیث کی تحقیق و تفتیش کی جائے اور اس تحقیق میں، عالم اسلام میں موجود بہترین مخطوطوں پر انحصار کیا جائے، اور اس کے ساتھ ساتھ احادیث پر نمبر لگانے کا ایک الگ مکمل نظام وضع کیا جائے اور متنوں کو کمپیوٹر میں داخل کرنے سے پہلے پہلے اس کام کو پورا کرنا ضروری ہے۔ مگر ایک فاضل مندوب نے میری اس تجویز کو نہایت مشکل اور ناقابل عمل قرار دیا، اور کہا کہ بیک وقت دو مشکل کام کو شروع کرنے کی یہ تجویز سراسر غیر مناسب ہے۔

جب میں نے مسند امام احمد اور صحاح ستہ کو کمپیوٹر میں داخل کرنے کا کام مکمل کر لیا جو تقریباً بائیس ہزار صفحات پر مشتمل ہیں تو میں نے ان تمام صفحات میں کمپیوٹر سے ہونے والی اغلاط کی تصحیح کی ذمہ داری سنبھالی، اس وقت میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ کیوں نہ میں مطبوعہ مواد کا بہترین مخطوطوں سے موازنہ کروں۔ اس مقصد کے لئے صحاح ستہ اور مسند امام احمدؒ کے مخطوطوں کا مطالعہ کرنا ضروری تھا۔ تاکہ ان میں سے بہترین کا انتخاب کیا جا سکے۔ اس کے بعد ان قلمی نسخوں کی فوٹو حاصل کرنے کا مرحلہ درپیش تھا۔ میں نے مائکرو فلم حاصل کرنے کی غرض سے کئی بار بیرونی ممالک کا سفر کیا اس میں مجھے جو جانکاہ مشقتیں اٹھانی پڑیں وہ تو میں نے اٹھائیں ہی مگر الحمد للہ کہ میرے پاس مسند اور صحاح ستہ کی مائکرو فلموں کا ایک مجموعہ جمع ہو گیا، جن مخطوطوں کی نقلیں اتاری گئی ہیں ان میں سے زیادہ تر کا تعلق پانچویں اور چھٹی صدی ہجری سے ہے اور نہایت لطف کی بات یہ ہے کہ ایک طویل مدت بیت جانے کے باوجود ان مخطوطوں پر مشاہیر محدثین کرام کے دستخط تک موجود ہیں، جیسے الصیرفی، ابن سعادہ، ابن الجوزی، ابن قدامہ المقدسی، المزی، الذہبی، ابن البرزالی وغیرہ (رحمہم اللہ اجمعین)

اب تک مکمل شدہ کام الحمد للہ کہ سنن ابن ماجہ اور ترمذی شریف پر نظر ثانی کا کام مکمل ہو چکا ہے اور ان دونوں کتابوں کے کمپیوٹر میں موجود متن کی تصحیح بھی ہو چکی ہے۔ سنن ابن ماجہ تو اس سے پہلے ہی چھپ چکی ہے، اس کا دوسرا ایڈیشن تصحیح کے بعد پریس میں جا چکا ہے۔ اسی طرح سنن ترمذی زیر طبع ہے اور میرا اندازہ ہے کہ یہ کتاب آٹھ ضخیم جلدوں میں چھپے گی، اس میں وہ فہرستیں

بھی ہوں گی جن کا سنن ابن ماجہ میں موقع و محل نہیں تھا، اس کے ساتھ ساتھ صحیح بخاری اور سنن ابو داؤد پر بھی نظر ثانی ہو چکی ہے لیکن کمپیوٹر میں ان کی غلطیوں کی تصحیح ہونا بھی باقی ہے دوسری کتابوں پر بھی ہم جلد ہی نظر ثانی کریں گے، اور پھر ان شاء اللہ ان کی تصحیح کے بعد کتاب، طباعت کے لئے تیار ہو گی، اور پھر آخر میں کمپیوٹر سے ان تمام کتابوں کی فوٹو لی جائے گی جس پر صرف چند دن لگیں گے۔

امید ہے کہ صحاح ستہ پر نظر ثانی اور ان کی جانچ پڑتال ۱۴۰۵ھ میں مکمل ہو جائے گی پھر میں مسند امام احمد بن حنبلؒ پر نظر ثانی کا کام کروں گا۔ جس پر ایک سال سے زیادہ مدت لگ جائے گی، اس کے ساتھ ساتھ نئے متنوں کو کمپیوٹر میں داخل کرنے کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اس سلسلہ میں ہم نے دو بڑی کتابوں پر کام شروع کر دیا ہے اور وہ یہ ہے۔

۱۔ اتحاف السادۃ فی زوائد العشرۃ۔ مولفہ امام بوصیریؒ جو آٹھ جلدوں میں ہے۔

۲۔ طبرانی کی المعجم الکبیر جو بیس سے زیادہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

اس تمام عمل سے مسند امام احمد کی تیاری اور تحقیق میں بہت مدد ملے گی، میرے اندازہ کے مطابق مسند امام احمد اور اس کی فہرستیں (انڈکس) اپنی نئی ترتیب میں چالیس سے پچاس جلدوں تک ہوں گی۔ مسند امام احمد پر اعراب لگانے کے سلسلہ میں کے چند ٹیکنیشنوں کے ساتھ خط و کتابت ہو رہی ہے، اگر اس میں ہمیں کامیابی ہو گئی تو ان شاء اللہ مسند امام احمد اعراب کے ساتھ چھپے گی۔ ظاہر ہے کہ ان تمام خوبیوں سے مزین کرنے کی وجہ سے کتاب چھپنے میں تاخیر ہو گی۔ ادھر عالی مرتبت ڈاکٹر منصور الترکی چانسلر شاہ سعود یونیورسٹی نے یونیورسٹی کی تمام تر توجہ ان کتابوں کی طباعت پر لگا رکھی ہے، میں ان کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

مستقبل کا لائحہ عمل ۱۔ احادیث نبوی کے تمام الفاظ کی ایک معجم المفہرس تیار کی جائے گی اور یہ استاد فواد عبد الباقی کی معجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم کی طرز پر ہو گی۔ البتہ میرے پیش نظر مفہرس ہیں اور اس میں کچھ فرق ہوں گے مثلاً میں معجم مفہرس الفاظ حدیثؐ کو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کروں گا، اور کلمہ کے مادہ کے حروف کا لحاظ نہیں کیا جائے گا کہ ہر لفظ کو حروف تہجی کے مطابق ہی جگہ دی جائے گی۔

۲۔ احادیث کی تخریج کمپیوٹر کے طریقے کے مطابق کی جائے گی۔ اس پروگرام کو خوب سے خوب تر بنانے کی کوشش جاری رہے گی۔

۳۔ اسناد کی معجم حروف کے لحاظ سے ترتیب دی جائیں۔

۴۔ اسناد کی ایک بڑی معجم کی تیاری

۵۔ اسناد کا ایک نقشہ یا چارٹ تیار کرنا۔ ۶۔ احادیث کو نقشے کے مطابق ترتیب۔ یہ کام احادیث کے دائرۃ المعارف اور موضوعات کی فہرست کی بنیاد پر ہوگا۔

۷۔ اسماء اور مقامات کی معجم اور اس کی ایک خاص طرز پر ترتیب۔

۸۔ عنوانات کی ایک فہرست کی تیاری، جس سے ایک موضوع پر کمپیوٹر میں موجود تمام احادیث کو یکجا کرنا ممکن ہوگا۔

۹۔ افعال صحیح کو ان کے اصول ثلاثی میں تبدیل کرنا۔

۱۰۔ کتب احادیث میں موجود تمام مفردات (الفاظ) کے پھیلاؤ کی حد بندی۔

کمپیوٹر میں موجودہ احادیث کی تصحیح کا کام مکمل ہوتے ہی مذکورہ معجموں کا بنانا بہت آسان ہو جائے گا اور ان کی تیاری پر صرف چند گھنٹے لگیں گے۔ اس لیے کہ تمام پروگرام پہلے ہی سے تیار ہیں۔ بلکہ متعدد فہرستیں تیار پڑی ہیں اور کچھ فہرستیں تو سنن ابن ماجہ کے ساتھ ہی چھپ چکی ہیں۔

جب یہ کام مکمل ہو جائے گا تو اس سے محدث، فقیہ، محقق اور عام مسلمان کیلئے کمپیوٹر میں موجود تمام احادیث تک رسائی آسان ہو جائے گی اور ایک لاکھ بیس ہزار احادیث میں سے مطلوبہ حدیث کی تلاش میں صرف چند سکنڈ لگیں گے۔

اپنی گفتگو کے اختتام پر ڈاکٹر صاحب نے امیر سلطان بن عبدالعزیز کا بھرپور شکریہ ادا کیا جنھوں نے اس کام میں ڈاکٹر صاحب کی حوصلہ افزائی کی ہے اور ہر ممکن تعاون پیش کیا ہے۔ اعظمی صاحب نے ڈاکٹر منصور الترکی چانسلر جامعۃ الملک سعود، ڈاکٹر محمود البدر وائس چانسلر یونیورسٹی اور ڈاکٹر عبدالعزیز خویطر وزیر تعلیم کا بھی شکریہ ادا کیا۔ ان تمام حضرات نے اعظمی صاحب کی اس مفید کام میں بہت مدد کی ہے۔

•••

تعارف

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی ۱۲ اپریل ۱۹۳۲ء میں شمالی ہندوستان کے مردم خیز خطہ اعظم گڑھ کے مضافات میں مئو کے قصبہ میں پیدا ہوئے۔ علامہ شبلی نعمانی، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی شرح سنن الترمذی اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، اعظمی کا تعلق بھی اسی علاقہ سے تھا۔

آپ ابھی دو سال ہی کے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ فوت ہو گئیں۔ آپ کے والد ایک دیندار شخص تھے وہ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کے گہرے دوست تھے۔ انھیں انگریز سامراج اور اس کی زبان سے شدید نفرت تھی، اسی نفرت نے ہی اعظمی صاحب کے تعلیمی دھارے کا رخ موڑ دیا۔ انھوں نے اپنے لڑکے کو انگریزی ہائی اسکول سے نکلوا کر ایک دینی مدرسہ میں داخل کروا دیا۔ اعظمی صاحب ریاضی میں بہت دلچسپی لیتے تھے مگر اب انھوں نے حدیث میں دلچسپی لینی شروع کر دی۔

ابتدائی تعلیم کے بعد انھوں نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ وہاں سے ۱۹۵۲ء میں فارغ ہوئے پھر عربی زبان میں خصوصی مہارت حاصل کرنے کے لیے جامعہ ازہر گئے اور ۱۹۵۵ء میں وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر واپس ہندوستان آ گئے۔ ۱۹۵۶ء میں حکومت قطر نے انھیں غیر عربوں کو عربی پڑھانے پر استاد مقرر کیا۔ ۱۹۵۷ء دارالکتب قطر کے لائبریرین مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۴ء میں انگلستان گئے اور ڈاکٹریٹ حاصل کرنے کے لیے کیمبرج یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ وہاں سے ۱۹۶۶ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کے تحقیقی مقالے کا موضوع تھا Studies in Early Hadith Literature۔ آپ نے اس مقالے میں حدیث کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل تحقیقی بحث کی۔ سنت نبوی سے متعلق بہت سے گوشوں پر مستشرقین کے اعتراضات اور نظریات پر کڑی تنقید کی۔ اس سخت تنقید کے باوجود

آپ کے علمی اسلوب کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ ممتاز محقق پروفیسر آربری نے جو ان کے ممتحن تھے ان کے متعلق لکھا کہ ڈاکٹر اعظمی نے ایک نہایت ہی عظیم الشان کام کیا ہے۔ انھوں نے یہ کام علمی تحقیقات کے مسلّمہ اصولوں کے مطابق سرانجام دیا ہے۔ ان کے جس مقالہ پر کیمبرج یونیورسٹی نے انھیں فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی ہے، میرے خیال میں دور حاضر میں اس موضوع پر ان سے بڑھ کر کسی نے بھی علمی تحقیق سے کام نہیں لیا۔"

ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد انھوں نے چند سالوں تک قطر میں کام کیا۔ ۱۹۶۸ء میں وہاں سے استعفا دینے کے بعد مکہ مکرمہ کے اسلامیات اور شریعت کے کالج میں ایم اے کی کلاسوں کو پڑھانا شروع کیا۔ ۱۳۹۳ھ میں وہ ریاض یونیورسٹی کے ٹریننگ کالج میں استاد مقرر ہوئے اور اس وقت سے اب تک اسی کالج میں حدیث کے پروفیسر چلے آرہے ہیں۔

مخطوطہ صحیح ابن خزیمہ سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے ہی دریافت کیا۔ اس پر تحقیق کی اسکی اسناد پر گفتگو اور اسناد کے درجوں کو واضح کیا۔ محدثین کے تنقیدی طریق کار کی وضاحت کے سلسلہ میں آپ نے کتاب التمییز پر "منہج النقد عند المحدثین" کے عنوان سے مقدمہ لکھا۔ انھوں نے حدیث پر مختلف زاویوں سے کئے گئے اعتراضات کا جواب دیا۔

ان کی تصنیفات حسب ذیل ہیں: ۱۔ Studies in early Hadith Literature
طبع اول: بیروت ۱۳۸۸ھ، طبع دوم: یو ایس اے ۱۳۹۸ھ۔
۲۔ تحقیق صحیح ابن خزیمہ جلد اول ۱۳۹۰ھ۔ ۳۔ تحقیق صحیح ابن خزیمہ جلد دوم ۱۳۹۱ھ
۴۔ تحقیق العلل ابن المدینی ۱۳۹۲ھ۔ ۵۔ کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم دمشق ۱۳۹۴ھ
بیروت ۱۳۹۸ھ ۶۔ منہج النقد عند المحدثین مع تحقیق کتاب التمییز جامعۃ الریاض، الریاض ۱۳۹۵ھ
۷۔ تحقیق صحیح ابن خزیمہ جلد سوم ۱۳۹۵ھ، ۸۔ دراسات فی الحدیث النبوی و تاریخ تدوینہ
جامعۃ الریاض، الریاض ۱۳۹۶ھ، ۹۔ Hadith Methodology & Literature
انڈیا ناپولس، یو ایس اے ۱۳۹۷ھ، ۱۰۔ تحقیق صحیح ابن خزیمہ جلد چہارم بیروت ۱۳۹۹ھ
۱۱۔ ON SCHACHT'S ORIGIN OF MOHAMMADAN JURISPRUDANCE
جامعۃ الریاض شائع کر رہی ہے۔

جہانگیر: ص ب ۲۱۵۱
دوبئی

حلقۂ یاراں

برادر محترم جناب طارق صاحب،   السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

غالباً ستمبر کا پرچہ آپ نے ارسال کیا مگر مجھے یاد نہیں آتا کہ میں نے اس کا جواب دیا یا نہیں۔ پھر تھوڑے ہی دن بعد حامد حسین نمبر موصول ہوا اور اس کے بعد ایک اور شمارہ خواہش کے باوجود نہ پڑھ سکا کیونکہ دوسرے لوگ اسے پڑھتے رہے اور میں انتظار کرتا رہا اور پھر وہ پرچہ جسمیں شاہ بانوں کا تذکرہ گم ہوگیا، بڑا افسوس ہوا۔

آپ کا پرچہ سید حامد حسین نمبر انتہائی عمدہ لگا۔ میں حرف بہ حرف پڑھ رہا ہوں۔ اکثر آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ بہت اچھا انداز ہے۔ بہترین مضامین ہیں۔ یہ آپ لوگوں کی سو فیصد کامیابی کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں اور زیادہ کامیابی عطا کرے۔

والسلام۔ جہانگیر دوبئی

محترم فاروق فلیط صاحب!   السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

امید ہے مزاج بخیر ہونگے۔ آج ایک طویل عرصے کے بعد آپ سے مخاطب ہوں جس کی وجہ میری مصروفیت اور ساتھ ہی ساتھ تساہلی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ بہر حال معذرت خواہ ہوں۔

تاریخ دعوت و جہاد پر تبصرہ کی اشاعت کے لئے شکریہ۔ اب یہ لکھنے کی تو کوئی گنجائش ہی نہیں کہ اس کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی۔ آپ نے خود ہی اس کا اعتراف کیا ہے۔

حالات حاضرہ پر آپ کا اداریہ ماشاء اللہ جاندار ہے۔ دیگر مضامین بھی قابل ستائش ہیں۔ ڈاکٹر عبد الباری صاحب کا مقالہ تحقیقی انداز میں مرتب کیا گیا ہے جو حیات نو کی افادیت میں اضافہ کا باعث ہے۔ برادر صبیح اختر نے قرآن اور اس کی سحر انگیزی میں اچھی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ ابو المجاہد زاہد کی شعری کوشش اسلامی ادب کی ترجمانی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں خاص طور سے

زندگی سے کچھ دور رہنے کی شکایت کیا کریں
سوچتا ہوں میں نے خود بھی زندگی کو کیا دیا

(اور)

دیکھ کر انسان پر انسان سے ظلم و ستم
جی میں آتا ہے کہ محروم نظر ہو جایئے

بہت خوب ہیں۔ صالح طرز فکر کو بڑے اچھوتے نفسیاتی انداز میں پیش کرنے کی یہ کوششیں اہل نظر کو دعوت فکر دیتی ہیں۔ حفیظ میرٹھی نے نوجوانان ملت کو بڑا پیارا مشورہ دیا ہے۔

جو چاہتے ہو کہ تاریخ تابناک بنے
ملا دو خاک میں اپنی جوانیاں لوگو

عبیداللہ صاحب مستقل خطوط پر حیات نو کو ٹرخا رہے ہیں، کیوں؟

مخلص: محمد صلاح الدین عمری، ۹۵ محمد حبیب ہال، اے ایم یو علی گڑھ۔

محترمی ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم

حیات نو اپریل ۱۹۸۶ء کا شمارہ ملا۔ میں اس کا پرانا خریدار ہوں، کتابت و طباعت دن بدن بہتر ہو رہی ہے۔ آپ کا اداریہ خاصا جاندار ہے لیکن راجیو گاندھی کو آپ نے عورتوں سے ہمدردی، انسانی اور خاندانی شرافت کا علمبردار قرار دیا ہے، جو میرے خیال میں کسی طرح سے درست نہیں ہے۔ اگر انھیں عورتوں سے محبت اور ہمدردی تھی تو مسلمانوں کے اتنے لمبے احتجاج اور جانی و مالی قربانیوں کے بعد ہی کیوں ظاہر ہو سکی اور یہ راجیو گاندھی کی کونسی خاندانی شرافت ہے جس کا آپ نے اپنے اداریہ میں تذکرہ کیا ہے۔ میں POLITICAL SCIENCE کا ایک طالب علم ہوں اور مسلم لیگ پر Ph.D. کر رہا ہوں اس لئے ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاست جن نشیب و فراز سے گزر رہی ہے اور اس میں کانگریس نے جو رول ادا کیا ہے اس کا کسی نہ کسی حد تک مطالعہ ضرور کیا ہے۔ میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ کانگریس پر ایک خاندان کی چودھراہٹ رہی ہے جس نے تاریخ کے ہر موڑ پر نئے لبادہ میں مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے۔ اس لحاظ سے اسے خاندانی شرافت کا نمونہ کبھی نہیں کہا جا سکتا۔ خود راجیو گاندھی نے PARLIAMENT کے SESSION میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی اکثریت کانگریس سے ناراض ہے اس لئے مسلم پرسنل لا کو پاس کرنا ضروری ہے۔

غزل کا کالم خاصا معیاری ہے۔ حفیظ میرٹھی اور ابو المجاہد زاہد کی غزلیں اس شمارے

کی جان ہیں۔ ابو سفیان صاحب کا انٹرویو کافی دلچسپ ہے لیکن اس کے بہت سے علمی سوالات میرے سر سے گزر گئے۔ سیاست کا ایک طالب علم ہونے کی وجہ سے پاکستانی سیاست پر جو سوالات کئے گئے ہیں ان کے جواب سے مجھے ایک نقطہ نظر ملا۔ میں بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ رسالہ پہلے کے مقابلہ میں کافی معیاری ہوتا جا رہا ہے۔ ضرورت ہے اسے تمام مسلمانوں تک پہنچایا جائے۔

حکیم الدین، ۷۶ این ہاسٹل ایم ایم ہال علی گڑھ

(بقیہ اقامت دین اور معاشی مصروفیات)

اسی طرح ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی مخصوص مصروفیات میں یہ فریضہ کیسے انجام پا سکتا ہے۔ نیز اس پہلو سے بھی رہنمائی کی ضرورت ہے کہ دولت کے ذریعہ اقامت دین کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک شخص خالص حصول دولت پر خاصی قدرت رکھنے کے ساتھ اسے کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے کہ یہ کسب معاش بھی اقامت دین کا جز قرار دیا جا سکے۔

عظمت کے مینار

حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ بنے تو کسی معاملے میں حضرت زید بن ثابت کی عدالت میں حاضر ہوئے۔ قاضی صاحب ازراہ تعظیم مسند سے اٹھ کھڑے ہوئے، اس پر حضرت عمرؓ نے سخت ناراضی کا اظہار کیا اور فریق مقدمہ کے برابر بیٹھ گئے۔ فریق مقدمہ حضرت ابی وقاص تھے جن کے پاس کوئی گواہ نہ تھا، اصولاً قسم حضرت عمرؓ پر واجب آتی تھی قاضی نے خلیفہ وقت کو قسم اٹھانے سے بچانا چاہا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ اب تمہارا دوسرا ظلم ہے اور تم قضا کے لائق نہیں، یہ کہہ کر انھوں نے زیدؓ کو عہدۂ قضا سے الگ کر دیا۔

آل م

جامعہ کے لیل و نہار

سونا سونا گھر آنگن

جامعہ نے ایک سال اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و تزکیہ کے بعد جب ۲۲ اپریل ۱۹۸۶ء کو [illegible] الوداع کہا تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موٹے موٹے قطرے ٹپکنے لگے۔ اور اس کا دل حزن و ملال میں ڈوب گیا۔ اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے، بڑے بڑے، پیارے پیارے، بھولے بھالے دور دراز سے آئے ہوئے بچوں کو کتنی شفقت، کتنی محبت اور کتنی دلسوزی سے پالا تھا۔ ان کی تعلیم دیکھ بھال، اصلاح و تزکیہ میں اس نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، اس نے رات دن ایک کرکے محنت و مشقت برداشت کرکے اپنے بچوں کو قرآن و حدیث کا پڑھنا سمجھنا اور عمل کرنا سکھایا، ان کے مستقبل کو روشن کرنے، دنیا و آخرت کو سنوارنے اور امت مسلمہ کے دلوں کی دھڑکن بنانے میں انتھک جدوجہد کی اور آج جبکہ اس کے بچے اس سے جدا ہو رہے ہیں تو اس کا غمگین ہونا، اداس اور رنجیدہ ہونا حق بجانب تھا۔

جامعہ اس بات پر خوش، مطمئن اور اللہ کا شکر گزار ہے کہ اس نے امت مسلمہ کی امانتوں کو ان کے حوالے کیا ہے، تاکہ وہ دیکھیں، پرکھیں اور خامیوں اور کمیوں کی نشاندہی کریں تاکہ آئندہ اسے دور کیا جا سکے۔

بظاہر جامعہ کے در و دیوار سونے سونے لگ رہے ہیں اور ہر طرف ایک پر وقار سناٹا چھایا ہوا ہے لیکن حقیقتاً اپنے بچوں کے استقبال کے لئے وہ اپنی تمام تر توانائیاں جمع کر رہا ہے اور جب ۱۷ر جون (۱۰ شوال) کی تاریخ قریب آئے گی تو وہ اپنی آغوش محبت وا کرے گا اور نئے سال کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں لگا دے گا۔

محمد راشد متعلم درجہ نہم کو ۱۰۰ فیصد حاضری پر متعدد انعامات حاصل ہوئے، انجمن طلبہ قدیم نے ایک کتاب "محمد عربی" عنایت کی۔ عزیز الدین احمد حیدرآباد نے "محسن انسانیت"

حکیم محمد یوسف نے "تلخیص تفہیم القرآن" بطور انعام دیا، اور شبیر احمد فلاحی نے ایک عربی رسالہ اس کے نام سے جاری کرانے کا وعدہ کیا۔ اور جامعہ نے کلید [illegible] کا تحفہ پیش کیا۔

امتحانات کے اکثر نتائج سنا دیے گئے ہیں اور بقیہ مارک شیٹ روانہ کیا جا رہا ہے۔ اکثر طلبہ کامیاب ہوئے ہیں اور نتائج مجموعی حیثیت سے اچھے ہیں۔ خدا ہم کو تعلیمی میدان میں اور آگے بڑھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

جامعۃ الفلاح میں داخلہ سے متعلق معلومات

۱۔ جامعہ کا تعلیمی سال ۱۰ شوال سے شروع ہوگا اور ۲۳ شعبان کو ختم ہوگا۔ داخلے ۱۰ شوال سے ختم شوال تک ہوں گے۔

۲۔ داخلے کی درخواستیں ۱ر رمضان تک دفتر جامعہ پہونچ جانی چاہیے۔

۳۔ درجہ حفظ و تجوید میں انھیں بچوں کا داخلہ ہوگا جنھوں نے ہمارے یہاں سے درجہ چہارم ابتدائی پاس کیا ہو یا اس معیار کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

۴۔ داخلہ کا حتمی فیصلہ جائزہ کے بعد ہوگا۔

۵۔ عربی اول کے امیدوار طلبہ کو مقابلے کے امتحان میں جو اس سال   کو منعقد ہوگا اس میں شریک ہونے اور کامیاب ہونے کے بعد ہی داخلہ مل سکے گا، اس مقابلے کے پرچے یہاں کے درجہ ہفتم کے نصاب سے بنائے جائیں گے۔

اخراجات بوقت داخلہ

(الف) داخلہ فیس ۵/۰۰ (ب) تعلیمی فیس درجہ سوم تا چہارم ابتدائی ۵/۰۰ روپیہ ماہانہ درجہ پنجم تا ہفتم ۷/۰۰ ماہانہ (ج) زر ضمانت مطبخ ۲۰/۰۰ مستطیع طلبہ سے ۱۰/۰۰ غیر مستطیع سے (د) روشنی صفائی اور بورڈنگ فیس (عربی درجات اور حفظ کے لڑکوں سے) ۹۶/۰۰ ابتدائی و ثانوی کے طلبہ سے ۱۳۲/۰۰ نجی خرچ کے لئے زر ضمانت ۱۰/۰۰

ضروری اشیاء بوقت داخلہ

(الف) بستر جاڑے اور گرمی کے لحاظ سے (ب) کم از کم چار جوڑے کپڑے (جو خلاف شرع اور خلاف تہذیب نہ ہوں) واضح رہے کہ پینٹ شرٹ پہننے کی اجازت نہ ہوگی (ج) چارپائی

یا چوکی (د) لوٹا، لالٹین۔

قواعد و ضوابط۔ طالب علم کے لئے لازم ہے کہ

۱۔ اسکے خیالات و عقائد توحید و سنت کے مسلم عقائد کے مطابق ہوں۔

۲۔ عملی زندگی میں دینی واجبات و فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہوں۔

۳۔ وضع قطع مہذب شریفانہ اور اسلامی ہو، وہ اچھے اخلاق و کردار کا حامی ہو۔

۴۔ جامعہ کے اندر ادبی، علمی دلچسپیاں، صدر مدرس، نگران دارالاقامہ کی اجازت کے خلاف نہ ہوں۔

۵۔ جامعہ سے باہر کی دلچسپیوں میں خواہ وہ علمی ہوں یا دینی یا عام اصلاحی بغیر نگران و صدر مدرس کی اجازت کے شرکت ہرگز نہ کی جائے گی۔

۶۔ جامعہ سے تعلیمی تعلق کے دوران کسی دوسرے ادارے سے تعلیم یا امتحان کا تعلق نہ رہے۔

نوٹ :۔ درخواست کی باقاعدہ منظوری کی اطلاع کے بغیر قصد سفر نہ کریں۔

(بقیہ سلیم احمد کا دیوان)

تجھی سے خواب ہیں میرے تجھی سے بیداری ؛ تجھے سلیقہ ہے شام و سحر بنانے کا

وہ گم ہوا تو مضامین ہو گئے بے ربط ؛ وہی تو تھا جو مرا مرکزی حوالہ تھا

مجھے گلہ نہ کسی سنگ کا نہ آہن کا ؛ اسی نے توڑ دیا جس کا آئینہ تھا میں

زندگی موت کے پہلو میں بھلی لگتی ہے ؛ گھاس اس قبر پہ کچھ اور ہری لگتی ہے

یہ تیرے نقش قدم ہیں کہ ستارے ہیں کہ پھول ؛ تو گزرتا ہے تو رستوں میں دیئے جلتے ہیں

یہ تو چند اشعار سلیم احمد کے دیوان "چراغ نیم شب" سے سرسری طور پر پیش کر دیئے گئے ورنہ پورا دیوان اچھے اشعار کا ایک ضخیم البم ہے۔